عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

مُلتان

اپریل ۲۰۰۱ء
محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

شمارہ ۱ جلد ۳۸/۵

پولیس کی دہشت گردی کیا حکمران غور کریں گے

خطاب: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

کافر، مُرتد زندیق کا فرق

اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور مرزا قادیانی

بسم اللہ کے احکام و فضائل

شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

افغانستان میں مجسموں کا انہدام
بُت شکنی پر واویلا، دِل شکنی پر خاموشی

مکتوبات حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

کتب خانہ
17280
1428
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان

بانی، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 5 تا 38

قیمت فی شمارہ ———— ۱۰

سالانہ ———— ۱۰۰

بیرون ملک

۱۰۰۰ روپے پاکستانی

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

صاحبزادہ طارق محمود

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

رانا محمد طفیل جاوید

قاری محمد حفیظ اللہ

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا مفتی جمیل خاں
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا قاضی احسان احمد
مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد
حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا احمد بخش
مولانا غلام حسین
چوہدری محمد اقبال
مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا محمد اسحاق ساقی

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

ناشر، صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت، جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!		
پولیس کی دہشت گردی کیا حکمران غور کریں گے	اداریہ	3
جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ کی شہادت	ادارہ	5
مقالات و مضامین		
سیدنا عمر فاروقؓ کی شہادت	ادارہ	7
افغانستان میں مجسموں کا انہدام	صاحبزادہ طارق محمود	10
بسم اللہ کے احکام و فضائل	مولانا مفتی محمد شفیعؒ	13
بارش کیوں نہیں ہوتی	صاحبزادہ طارق محمود	18
حاصل مطالعہ	مولانا اللہ وسایا صاحب	22
مواعظ		
خطاب مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	ادارہ	25
رد قادیانیت		
تحریک پاکستان اور گروہ قادیان	صادق علی زاہد	37
مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانیاں	مولانا محمد قاسم	45
اہل بیت اطہار اور مرزا قادیانی	ادارہ	47
مکتوبات		
مکتوبات حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ	ادارہ	51
دارالافتاء ختم نبوت		
کافر، مرتد اور زندیق کا فرق	ادارہ	55
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	58
تبصرہ کتب	ادارہ	62
دینی معلومات	مولانا محمد طیب	64

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم!

پولیس کی دہشت گردی

کیا حکمران غور کریں گے......!

پاکستان کی ممتاز دینی شخصیت' عالم اسلام کے مذہبی رہنما' شیخ طریقت' صوفی مشرب' درویش صفت' آل نبیؐ' واولاد علیؓ' فخر السادات' پیر کامل' حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم کے مکان واقع کریم پارک راوی روڈ لاہور 23-22 مارچ 2001 جمعرات وجمعہ کی درمیانی شب ایک بجے پولیس کی بھاری نفری نے دھاوا بول دیا۔ علاقہ کا ایس ایچ او اور ایس پی (غالباً حنیف نامی) اس فوج ظفر موج کی قیادت کر رہے تھے۔ دروازہ پیٹا گیا' گھنٹیاں دی گئیں۔ پولیس کے شیر جوان گھر کی دیوار پر چڑھ گئے۔ طوفان بدتمیزی کا ایسا مورچہ قائم کیا کہ شرافت سر پیٹ کر رہ گئی۔ ہندوستان کی متعصب ہندو پارٹی نے بابری مسجد کے انہدام کے لئے وہ طور نہیں اپنائے ہوں گے جو شیخ المشائخ' سید آل رسولؐ فخر السادات کے گھر کی چار دیواری کا تقدس پامال کرنے کے لئے پنجاب کی یزید صفت پولیس کے ابلیس طبیعت ایس پی کی سربراہی میں ڈرامہ رچایا گیا۔

اتنی بڑی دینی شخصیت جس کے کروڑوں نیاز مند' لاکھوں مرید دنیا کے کونہ کونہ میں دین اسلام کی سربلندی اور اپنی آخرت کی فلاح وبہبود کے لئے دل کی دنیا کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منور کئے ہوئے ہوں۔ اس شخصیت کے ساتھ پنجاب پولیس کا برتاؤ تاتاری فتنہ سے کم نہیں۔ جنرل اروڑا نے مشرقی پاکستان کے انہدام کے لئے اتنی رعونت نہیں برتی ہوگی جتنی ایک صوفی المشرب پیر طریقت کی خانقاہ شریف کی عزت کو پامال کرنے کے لئے پولیس کے مورچہ بند جتھہ نے کی۔ خوف خدا سے عاری یہ پولیس کے بد طینت افسران پاکستان کے لئے بدنما داغ ہیں۔

حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کے صاحبزادہ سید انیس شاہ صاحب نیند سے بیدار ہوکر

بنیان پہنے آئے۔ دروازہ کھولا۔ پولیس اندر داخل ہوگئی۔ ایس پی (حنیف) کے حکم پر مورچے سنبھال لئے۔ کمروں کی اور چھتوں کی تلاشی اس سرعت سے لی گئی کہ جیسے پھٹنے والے بم کو ناکارہ کرنے کے لئے جلدی کی جاتی ہے۔

جب کچھ نہ ملا اور ظاہر کہ اس خانقاہ سے سوائے تسبیح و دلنہ اور قرآن مجید و کتب کے اور کیا ملنا تھا۔ اب سید انیس حیران و ششدر کھڑے ہیں۔ تفتیش شروع ہے۔ تابڑ توڑ ایک سانس میں سوالات ہورہے ہیں۔ یہاں کون رہتے ہیں۔ پیر صاحب کہاں ہیں۔ سید انیس شاہ صاحب نے بتایا کہ میں اور میرے والد صاحب یہاں رہتے ہیں۔ قبلہ والد صاحب سید نفیس الحسینی مدظلہ شیرانوالہ خدام الدین حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی مسجد میں دینی جلسہ کی صدارت کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ عالم اسلام کی ممتاز دینی شخصیت حضرت سید ابوالحسن علی ندویؒ کے نواسے سید سلمان ندوی ہندوستان سے تشریف لائے ہیں۔ وہ بھی ساتھ ہیں۔ ابھی ڈیڑھ بج رہا ہے۔ آدھ پون گھنٹہ تک وہ تشریف لائیں گے۔ پولیس آفیسر ہدایات دے کر چلا گیا۔

پولیس کا عملہ تعینات رہا۔ انیس شاہ صاحب کو کرتہ پہننے کی اجازت نہیں دی گئی۔ حضرت سید نفیس الحسینی بمع مہمانان علماء کرام تشریف لائے۔ دروازہ کھولا گیا آپ نے گھر قدم رکھا پولیس نے پوزیشنیں سنبھال لیں۔ آپ نے وضو کیا حجرہ میں تشریف لائے چار حضرات کمرہ میں بیٹھ گئے۔ پولیس والوں نے باقی تمام خدام وذاکرین کو لائن میں لگا کر زنجیر سے باندھ دیا۔ کچھ دیر بعد ان کو نامعلوم مقام پر لے گئے۔ چار بجے تک حضرت سید صاحب بمع مہمانوں کے اپنے حجرہ میں سراپا حیرت بنے رہے۔

چار بجے رات ایس پی کا فون آیا اور حضرت کے خدام کو واپس گھر بھیج دیا گیا۔ ایک دینی قومی رہنما' پیر طریقت' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر کے ساتھ پولیس کا یہ رویہ عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ بڑے سے بڑا حکمران پاکستان کا اتنا محب وطن نہیں جتنا آپ کی ذات گرامی ہے۔ ہمیشہ خلق کو خالق سے جوڑنے کے لئے ذکر و فکر کی محفلوں کو آباد کرنے والے پاکستان کی آبرو جن کی شخصیت سے وابستہ ہے جو حریم نبوت کے پاسبان ہیں۔ ان سے یہ رویہ اسلامیان پاکستان کے لئے کربلا قائم کرنے کے مترادف ہے۔ کیا اس دکھ کا مداوا کیا جائے گا۔

یقین بلکہ حق الیقین ہے کہ جو لابیاں موجودہ حکومت کو نیچا دکھانے کے لئے تلی ہوئی ہیں یہ

سب کچھ ان کا کیا کرایا ہے۔ حکومت کا ان ظالموں کو قرار واقعی سزا نہ دینا یقیناً عذاب خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ براہ کرم اس کا تدارک کیا جائے۔

خدمات دار العلوم دیوبند کانفرنس پشاور

جمعیت علماء اسلام سرحد کے زیر اہتمام 11-10-9 اپریل 2001ء کو انٹرنیشنل ڈیڑھ صد سالہ خدمات دار العلوم دیوبند کانفرنس پشاور میں منعقد ہو رہی ہے۔ اسلامی دنیا کے سربراہان مملکت' حرمین شریفین کے آئمہ کرام' عالم اسلام کی ممتاز دینی شخصیات اس میں شمولیت کر رہی ہیں۔ کانفرنس کے انتظامات کی براہ راست نگرانی و سرپرستی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ فرما رہے ہیں۔ لاکھوں افراد کی شرکت کا اندازہ ہے۔ امید ہے کہ اہل حق کی تاریخ میں یہ کانفرنس ایک نئے باب کا اضافہ کرے گی۔ کانفرنس کی منظوری مل گئی ہے۔ انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ قارئین لولاک و جماعتی رفقاء بھرپور طریقہ میں شرکت کو یقینی بنائیں۔

لولاک کے نئے سال کا آغاز

الحمد للہ! لولاک کو جاری ہوئے 36 سال مکمل ہو گئے ہیں۔ یہ شمارہ 37 ویں سال کا پہلا شمارہ ہے اور ماہنامہ کی شکل میں ملتان سے شائع ہونے کے اعتبار سے چار سال مکمل ہو کر پانچویں سال کا آغاز ہے۔ جب سے ماہنامہ کے طور پر اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر دفتر ملتان سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس کا تسلسل قائم ہے۔ ایک پرچہ کا ناغہ نہیں ہوا۔ الحمد للہ! اس وقت پاکستان کے ممتاز دینی رسائل سے اس کی اشاعت کسی طرح کم نہیں۔ 64 صفحات' کمپیوٹر کتابت' اعلیٰ کاغذ' رنگین ٹائٹل' مضامین کی ترتیب اپنے کاز سے عشق' رفقاء و مبلغین کی محنت' مسئلہ ختم نبوت کی برکت اور ان سب سے بڑھ کر اللہ رب العزت کا فضل و کرم شامل حال ہے۔ جس کے صدقہ میں دینی صحافت میں اتنے طویل عرصہ سے "لولاک" یہ گرانقدر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اسلامیان پاکستان' دینی مدارس' ختم نبوت کے کارکن اسے مزید بہتر بنانے کے لئے بھرپور توجہ فرمائیں۔

جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ کی شہادت

گزشتہ شمارہ لولاک پریس جا چکا تھا۔ اطلاع ملی کہ 28 جنوری کو جامعہ فاروقیہ کراچی کے اساتذہ کو

جامعہ لانے والی گاڑی پر حملہ ہوا ہے اور اس میں پانچ ذی قدر شخصیات بڑی بے دردی سے ظلماً شہید کر دی گئی ہیں۔ ان میں مولانا عنایت اللہ، مولانا حمید الرحمٰن، مولانا مفتی محمد اقبال، تینوں حدیث کے استاذ تھے۔ حافظ محمد طلحہ طالب علم اور عبدالحمید ڈرائیور تھے۔ اس حادثہ نے ایک بار پھر جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے حادثات کی یاد تازہ کر دی ہے۔ جامعہ فاروقیہ کا یہ حادثہ ایک سوچی سمجھی سکیم وسازش کا حصہ ہے۔ جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم ملک کے نامور شیخ الحدیث اور استاذ الاساتذہ ہیں۔ ملک عزیز کی سب سے بڑی مدارس اسلامیہ کی تنظیم وفاق المدارس کے سربراہ ہیں۔ مرنجان مرنج شخصیت ہیں۔ ان کا کسی سے کوئی اختلاف اس کا سوال ہی نہیں۔ شیعہ سنی تنازعہ کے لبادہ میں مدارس کے ساتھ اس قسم کے ہولناک واقعات قیامت خیز ہیں۔ اے کاش! شیعہ سنی کاز پر کام کرنے والی قیادت اس پر غور کرتی کہ یہ طریقہ واردات مسائل کا حل نہیں۔ بلکہ ہلاکت خیز طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ سرکاری سطح پر اس کے بعد کمیٹی قائم ہوئی۔ جس میں چاروں مکاتب فکر کی بھرپور نمائندگی ہے۔ وہ ضابطہ اخلاق مرتب کر رہے ہیں۔ لیکن کیا یہ مسئلہ کا حل ہے۔ آنے والا وقت بتائے گا۔ ضرورت ہے کہ مستقل بنیادوں پر اس کا حل تلاش کیا جائے۔ جامعہ فاروقیہ ہمارے ملک کے ممتاز جامعات میں سے ہے۔ پاکستان کی عزت وآبرو کا مظہر ہے۔ اس سے ہماری وابستگی جذباتی ہے۔ حکومت اس سانحہ کو نظر انداز نہ کرے۔ قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ تاکہ ان کے عزائم پست ہوں اور یہ روش ختم ہو۔ بلا تمیز تمام قاتلوں کو ان کے انجام تک پہنچانا حکومت کا فرض ہے۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ کے اس غم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برابر کی شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے ساتھ اپنے عفو وکرم کا معاملہ فرمائیں اور جامعہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائیں۔ آمین!

حضرت مولانا قاضی محمد طاہر صاحب کا انتقال

خانقاہ مدنی اٹک کے سجادہ نشین مولانا قاضی ارشد الحسینی مدظلہ کے والا نامہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کے برادر گرامی حضرت مولانا قاضی محمد طاہر صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ موصوف جامعہ خیر المدارس کے اولین ممتاز فضلاء میں سے تھے۔ 1955ء سے جامع مسجد پولیس لائن ایبٹ آباد میں خطابت وامامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس سال انہوں نے حج پر جانا تھا مگر بجائے کعبہ جانے کے رب کعبہ کے حضور چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک پر اپنی رحمتوں کی موسلا

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت

ادارہ

1............آپ کی شہادت سے عالم اسلام ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا۔

2............آپ کاتب وحی بھی تھے اور حضور اقدس ﷺ کے خاص مشیروں میں بھی شامل تھے۔

3............آپ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت 22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئی۔

4............آپ کے زمانہ میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔

5............آپ نے بیت المال میں سے اپنا وظیفہ سب سے کم مقرر کیا۔

6............آپ نماز کے دوران قیامت و آخرت کے ذکر پر بے ہوش ہو جاتے۔

7............آپ نے قوم کی عادات و اخلاص کی حفاظت کا فرض اہتمام کے ساتھ سر انجام دیا۔

8............آپ نے مجلس شوریٰ کے علاوہ عوام کو بھی انتظامی امور کی اصلاح میں برابر کا حق دیا۔

9............آپ نے فرمایا عوام گورنر کے غلام نہیں۔

10............آپ کے دور میں ایک عام آدمی بھی خلیفہ وقت پر تنقید کر سکتا تھا۔

آپ کا اسم گرامی عمر لقب فاروق والد کا نام خطاب تھا۔ ان کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی ولادت 583ء میں واقعہ فیل کے 12 سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آپ حسین و جمیل انسان تھے۔ سرخ سفید رنگ' دراز قد تھا۔ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپ کا شمار مکہ کے بہادر نوجوانوں میں ہوتا تھا۔ آپ بہت ہی صاحب الرائے تھے۔ اسلام لانے کا اصل سبب نبی کریم ﷺ کی وہ مشہور دعا تھی جو حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اللہ عمر بن ہشام (ابو جہل) اور عمر بن خطاب میں جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس سے اسلام کو عزت دے دے۔

پھر آپ ﷺ نے خاص کر حضرت عمر کے لئے دعا فرمائی۔ اے خداوند کریم عمر بن خطاب سے اسلام کو قوت دے۔ اللہ رب العزت نے آقائے دوجہاں حضور نبی کریم ﷺ کی دعاؤں کو قبول فرما کر اسلام کو عمر فاروق سے قوت بخشی۔ آپ کے اسلام لانے کا مشہور واقعہ احادیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ آپ اپنے گھر سے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے اور مسلمان ہو گئے۔

سیدنا عمر فاروقؓ اور حضرت حمزہؓ کے مسلمان ہو جانے سے دین اسلام اور صحابہ کرامؓ کو بے حد تقویت حاصل ہوئی اور علی الاعلان کعبۃ اللہ میں عبادت ہونے لگی اور دعوت بھی عام ہو گئی۔ حضرت عمر فاروقؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ کاتب وحی بھی تھے اور آپ خاص مشیروں میں سے بھی تھے۔ اذان کا طریقہ آپ کی تجویز سے شروع ہوا۔ جس کا ثواب آپ کو قیامت تک ملتا رہے گا۔

آپ نبی کریم ﷺ کے خسر بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کی اور ہمیشہ خلیفہ اول کے مشیر رہے۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے جمادی الثانی 13 ہجری کو حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ آپ خلیفہ راشد دوم مقرر ہوئے اور تمام صحابہ کرامؓ نے بیعت کی۔ خلیفہ مقرر ہوتے ہی آپ نے اپنے گورنروں کو فرمایا کہ لوگوں کے حقوق مکمل ادا کرو۔ اپنے دروازے عوام کے لئے بند نہ کرنا اور عوام الناس پر ظلم نہ کرنا اور ہر صوبہ کے گورنر سے عہد لیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا۔ باریک کپڑے نہ پہننا۔ چھنا ہوا آٹا نہ کھانا۔ دروازہ پر دربان نہ رکھنا۔ اہل حاجت کے لئے ہر وقت دروازہ کھلا رہے۔

موسم حج میں جہاں لوگ دور دراز سے حج جیسے اہم فریضہ کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے وہاں آپ نے ایک کھلی کچہری کا انتظام فرمایا ہوا تھا۔ یعنی اس موقع پر عوام کو یہ حق دیا جاتا تھا کہ کسی بھی صوبے کے عوام اپنے صوبے کے گورنر یا اعلیٰ افسر سے شکایت ہوتی تو دربار خلافت میں بغیر کسی ڈر کے پیش کردے۔ اس طرح کے ہزاروں واقعات کتب تاریخ میں موجود ہیں۔

اس وقت مسلم ممالک کے حکمران جناب نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چل کر ہی حکمرانی کا مجموعی تصور پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں حاکم وقت رعیت کا خادم ہوتا ہے۔ آپ کے زہد کی اور تقویٰ کی یہاں تک حد تھی کہ بیت المال سے وظیفہ سب سے کم مقرر فرمایا۔ لباس کا یہ حال تھا کہ سال میں بیت المال سے صرف دو جوڑے کپڑوں کے وہ بھی موٹے اور کھردرے ہوتے تھے۔

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے لباس پر ستر پیوند لگے ہوئے دیکھے۔ آخری عمر میں ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ آپ کی خشیت الٰہی اور خوف آخرت کی یہ حالت تھی کہ نماز میں قرآن مجید کی آیت میں قیامت و آخرت کے ذکر پر اکثر بے ہوش ہو جاتے۔ زکوٰۃ و صدقات کثرت سے دیا کرتے تھے۔

اپنی رعایا کی خبر گیری کے لئے راتوں کو گشت کرتے تھے۔ آپ کا سنہری دور مسلمانوں کی فتوحات اور عروج اور ترقی کا زمانہ تھا۔ مسلمان اس قدر خوش حال ہو گئے تھے کہ لوگ زکوٰۃ لے کر نکلتے تھے ان کو کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ یہ سب کچھ خلافت راشدہ کے مقدس نظام کی بدولت اور رعایا پروری اور عدل وانصاف کا نتیجہ تھا۔

28 ذی الحجہ 23 ہجری کو مغیرہ بن شعبہ کا فارسی غلام ابو لولوء فجر کی نماز کے وقت خنجر لے کر مسجد میں آیا اور جیسے ہی حضرت عمر فاروقؓ نے نماز پڑھانی شروع کی بدبخت قاتل نے خنجر کے چھ وار کئے۔ آپ زخمی ہو کر گر پڑے۔ زخمی حالت میں گھر لایا گیا۔

آپ کی جگہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز مکمل فرمائی۔ اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ کو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حجرہ نبوی ﷺ میں دفن ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی۔ لیکن میں حضرت عمر فاروقؓ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔

آپ کی شہادت یکم محرم الحرام 24 ہجری کو ہوئی۔ انہی زخموں سے مسلمانوں کے جلیل القدر خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے 63 سال کی عمر میں شہادت پائی۔ مدت خلافت دس سال سات ماہ تھی۔ حضرت صہیب رومیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ اطہر میں مدفون ہوئے اور اس طرح ہمیشہ ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

اللہ رب العزت ہم سب کو محرم الحرام کے مہینہ میں سیدنا عمر فاروقؓ کی شان وضاحت سے بیان کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خلفائے راشدین' خلفائے اربعہ کی پیروی نصیب فرمائے اور خلافت راشدہ کے مسئلہ کو سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆......☆......☆

افغانستان میں مجسموں کا انہدام
بت شکنی پر واویلا دل شکنی پر خاموشی

تحریر صاحبزادہ طارق محمود

طالبان حکومت کے سربراہ ملا عمر کے حکم کے تحت افغانستان میں قدیمی مجسموں اور بتوں کو پاش پاش کرنے کے عمل نے عالم کفر و شرک میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق جاپان اور بعض دوسرے مغربی ممالک نے گرائے جانے والے مجسموں کے عوض بیش بہا معاوضہ دینے کی پیشکش کی ہے جسے طالبان کے قائد نے ٹھکرا دیا ہے۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ بلا تحریص و ترغیب مجسموں کے انہدام کا عمل پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ ملا عمر کے اس کردار نے سلطان محمود غزنوی کی یاد تازہ کر دی ہے۔ اس عظیم فاتح نے جب سومنات کا تاریخی بت خانہ تہ تیغ کیا ہندوؤں اور پروہتوں نے سومنات کے خود ساختہ خداؤں کو بچانے کے لئے منت سماجت کے علاوہ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے خزانے دینے کی پیشکش کی تھی لیکن محمود غزنوی کا جواب تاریخ کا حصہ بن گیا کہ: ”میں بت فروش نہیں بت شکن ہوں۔“ غزنوی چاہتا تو پتھر کے خداؤں کے عوض سونا تلوا سکتا تھا لیکن آج تاریخ میں اس کا نام اس طرح نہ لکھا جاتا۔ اس نے اپنے بے مثال کردار سے ثابت کر دکھایا کہ مومن کے ایمان کی دولت کا مقابلہ کوئی سی دنیوی دولت نہیں کر سکتی۔ غزنوی سومنات کے بت بیچتا تو دنیا اسے بت فروش کا نام دیتی لیکن اس نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ رہتی دنیا تک یہ کردار واضح کر دیا کہ مسلمان بت شکن تو ہو سکتا ہے بت فروش نہیں ہو سکتا۔

روس کے ساتھ دس سال سے مسلسل اعصاب شکن جنگ اور اس کے بعد باہمی خانہ جنگی نے افغانستان کو سیاسی، معاشی اور اقتصادی طور پر مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ مرے کو مارے شاہ مدار کے مترادف اقوام متحدہ نے اقتصادی پابندیاں عائد کر کے رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔ افغان قوم

اپنے بدترین معاشی اقتصادی بحران سے گزر رہی ہے۔ افغانستان غذائی قلت اور قحط کا شکار ہے۔ لاکھوں افغان باشندے ترک وطن پر مجبور ہوئے ہیں۔ اقتصادی ماہرین اور کاروباری سوچ رکھنے والوں کی رائے میں طالبان حکومت کے لئے یہ سنہری موقع تھا کہ وہ اپنی معیشت کی بحالی' اندرونی دگرگوں حالات کے پیش نظر عالم کفر کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے۔ سیکولر حلقوں کی جانب سے طالبان حکومت پر تنقید کی جارہی ہے۔ بعض حلقوں کی جانب سے یہ موقف بھی اختیار کیا جارہا ہے کہ عالم کفر کو یہ مجسمے ان کی پیشکش کے مطابق دے کر وقت کے حالات کے تقاضوں کے مطابق اپنی ضروریات پوری کرنی چاہیئے۔ ایک نکتہ نظر یہ بھی کہ اقتصادی پابندیاں عائد کرنے والوں کے لئے بطور تعزیر ان کے "خداؤں" کی قیمت وصول کی جانی چاہیئے تھی۔

نان جویں کو ترسنے والی قوم معاشی پسماندگی' مفلوک الحالی کے باوجود ایمان کی دولت سے مالا مال ہے۔ ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ افغان مسلمان ہماری طرح ادھا تیتر آدھا بٹیر نہیں بلکہ سچے مسلمان اور حقیقی بنیاد پرست ہیں ان کے راسخ العقیدہ مسلمان ہونے میں شک نہیں۔ ملا عمر اور ان کے رفقانے ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ مال کے طالب نہیں بلکہ اللہ کی رضا و خوشنودی کے طالب ہیں۔ دنیوی مفاد اور مالی منفعت کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھنا ہی تو اصل ایمان ہے۔ ملا عمر نے بلاشبہ کامل ایمان کا مظاہرہ کیا ہے۔ بت شکنی کا اقدام محض رضائے الٰہی کا حصول عقیدہ توحید کو جلا بخشنے' سنت رسول کی یاد تازہ کرنے اور اسلام کی سربلندی سے عبارت ہے۔ مادہ پرستی اور سائنسی وثقافتی دور میں طالبان کے قائد کا اقدام مسلمانوں کے عہد رفتہ کی یاد ہے۔ ملا عمر نے جنہیں اب امیر المومنین کے لقب سے یاد کیا جانے لگا ہے اپنے قول و فعل اور کردار کا عملی ثبوت فراہم کیا ہے کہ وہ واقعتاً سچے مومن اور پکے مواحد ہیں۔

دین کی سربلندی اسلام کی عظمت بتوں کو پاش پاش کرنے میں ہے۔ انسانیت کے سب سے بڑے محسن جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں سے کسی کافر کو بھی تکلیف یا گزند نہیں پہنچا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے حقیقی خدا کی نفی کرنے والے خداؤں کو اپنے ہاتھوں سے خود گرایا تھا۔ نہ صرف بیت اللہ بلکہ عام گھروں کو بھی بتوں سے پاک کر دیا گیا۔ اسوہ حسنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بتوں کا گرانا عین اسلامی عمل ہے۔ توحید اسلام کا بنیادی واساسی عقیدہ ہے جس پر دین کی عمارت استوار ہے۔ شرک کی نفی اور اس کا خاتمہ عقیدہ توحید کی نشر واشاعت اور احیاء کے لئے ازبس ضروری ہے۔

ملا عمر نے محض پتھروں کے بت مسمار نہیں کئے بلکہ شرک کی کو ان جڑوں کو اکھاڑ پھینکا ہے جو ان مجسموں کی صورت میں دکھائی دیتی ہیں۔ افغانستان میں نصب شدہ مجسمے اور بت جنہیں یادگاروں کا نام دیا جاتا ہے ہمارے دینی مذہبی عقائد سے متصادم تھیں۔ اس لئے بھی ان کا منہدم کر دیا جانا ضروری تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو طالبان حکومت کا حالیہ اقدام عقیدے' مذہبی روایات اور اسلامی اقدار کے عین مطابق ہے۔

ترقی یافتہ مہذب کہلوانے والے بالخصوص یورپی ممالک نے طالبان کے اس اقدام کو رجعت پسندی قرار دے کر ان کے خلاف معاندانہ پراپیگنڈہ مہم شروع کر دی ہے۔ ان ممالک نے بت شکنی پر جس قدر غم وغصہ کا اظہار کیا ہے اے کاش! مظلوم انسانیت کی دل شکنی پر بھی اسی قدر حزن وملال کا مظاہرہ کرتے۔ اہل یورپ خاموش مجسموں کی شکست وریخت پر تو واویلا کرتے ہیں لیکن سراپا احتجاج کشمیریوں پر ڈھائے جانے والے مظالم پر مہر بلب ہو جاتے ہیں۔ انسانی حقوق کے حوالے سے علمبرداروں کو بوسنیا' چیچنیا' فلسطینی' کشمیری مظلوم ومحکوم خون مسلم کی ارزانی پر کلمہ حق کہنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ امریکہ سپر طاقت ہونے کے بعد خدا بن بیٹھا ہے وہ اپنے آپ کو پوری دنیا کا ٹھانیدار سمجھتا ہے۔ عالم کفر ملا عمر کے اقدام مومنانہ' جراتمندانہ سے لرزہ براندام ہے۔ وہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اگر پتھر کے خدا مسمار کئے جا سکتے ہیں تو وقت کے خداؤں کا غرور بھی خاک میں ملایا جا سکتا ہے:

ہم نے دیکھا ہے وہ بت توڑ دیئے جاتے ہیں
جن میں ہوتا ہے انداز خدائی پیدا

☆......☆......☆

بقیہ: انتقال

دھار بارش نازل فرمائیں۔ کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو۔ مرحوم کے خاندان کے غم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برابر کی شریک ہے۔ جماعتی رفقاء سے درخواست ہے کہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ودعائے مغفرت کا اہتمام کریں۔ حق تعالیٰ ان سے اپنے رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں۔

بسم اللہ کے احکام وفضائل

تحریر: مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

الحمدللّٰہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی!

الاپو مغربی سر میں نیا راگ
اٹھو مسجد سے اور دامن کو جھاڑو

جنون مغربی کا دور ہے یہ
فلک کو کد ہے بگڑو اور بگاڑو

جب مسلمانوں کی قسمت میں ہر قسم کی فلاح وکامیابی اور عروج وسربلندی مقدر تھی تو اس کے سامان واسباب ان کے لئے طبیعت ثانیہ بن کر بلا اختیار سرزد ہو جاتے تھے۔

کچھ مبارک عادتیں ان کے لئے ایسے شعار بن گئی تھیں کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بلاارادہ بھی ان کا صدور ہو جاتا اور باعث برکات دنیا وآخرت ہوتا تھا۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اور اسی کے نام پر ختم کرنا تھا۔ وہ سوتے تھے تو زبان کی آخری حرکت خدا کے نام پر ہوتی تھی اور اٹھتے تھے تو سب سے پہلا کلمہ جو زبان پر آتا تھا وہ اسی محبوب حقیقی کا نام اور تسبیح وتہلیل ہوتی تھی۔

واول شی انت فی کل ھجعة
واخر شی عند کل ھبوبی

ترجمہ: "میری ہر بیداری کے وقت تو ہی سب سے پہلی چیز ہے اور میرے ہر سونے کے وقت تو ہی سب سے آخری شے۔"

سرکار دوعالم سرور کائنات حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"جو مہم یا کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہے۔"

"اخرجه الحافظ الرهاوی فی اربعینه عن ابی هریرة وحسنه جماعة من المحدثین."

اسی ارشاد کی تعمیل میں صحابہ کرامؓ و تابعینؒ سے لے کر عوام امت تک سب کے لئے یہ مبارک کلمہ ایک شعار لازم اور طبیعت ثانیہ بن گیا تھا۔ امام حدیث زہری نے آیت کریمہ: " والزمهم کلمة التقوىٰ" کی تفسیر میں "بسم اللہ" ہی کو کلمہ تقویٰ قرار دے کر یہ معنی کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ تقویٰ یعنی بسم اللہ کو ان کے لئے شعار لازم بنادیا ہے۔

اور اسی کی برکت تھی کہ کامیابی و فلاح ہمیشہ ان کی ہمرکاب ہوتی تھی۔

لیکن آج جبکہ دنیا کے سامنے ہر چیز کا ایک نیا دور ہے۔ تمدن و معاشرت کے طریقے نئے' وضع قطع نئی' چال ڈھال نئی' روشنی اور اندھیری نئی۔ تو عام رسوم و عادات قدیمہ کی طرح یہ بابرکت سنت بھی جدت پسندی کی نذر ہو گئی۔ جو لوگ تعلیم جدید کے شکار ہیں ان کی کیا شکایت کریں جبکہ حاملان علم دین میں اس کا قحط ہوتا جارہا ہے۔ تقریر شروع ہوتی ہے تو کسی شعر سے یا یورپ کے ٹکسالی الفاظ: "جناب صدر اور معزز دوستو" کے عنوان سے۔ تحریر کی ابتدا ہوتی ہے تو اسی طرح اور جب خطابت و کتابت جیسی مہمات کا یہ حال ہے تو نشست و برخاست اور معمولی اعمال و افعال کا حال معلوم۔

اور کیا عجب ہے کہ ہماری تحریر و تقریر کے ناکامیاب اور صدا بصحرا ہو جانے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہو اور کیسے نہ ہو جبکہ زبان رسالت نے پیشگوئی فرمادی ہے کہ وہ کام بے برکت ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع نہ کیا جائے۔

انتہائی محرومی ہے کہ اس شعار انبیاء اور کلمہ تقویٰ کو محض اس لئے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ نئے طرز کی خطابت و کتابت میں اس کو دقیانوسی طرز سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ جو مقرر اپنی تقریر سے پہلے خطبہ مسنونہ اور قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھ دے تو بہت سے جدت پسند روشن خیال یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوتے

ہیں کہ یہ تو کوئی ملا ہے وہی پرانا وعظ کہے گا۔

حز عومہ روشن خیالی کو تو ہر قدیم چیز سے بیر ہے۔ اس سے تو یہ کلمات تعجب خیز نہیں مگر اہل علم کا اس سے متاثر ہو کر بسم اللہ اور خطبہ مسنونہ کو چھوڑ دینا بلا شبہ حیرت انگیز ہے۔

کس قدر بدبختی ہے کہ یہ بے مشقت سنت جس میں ہزاروں دینی اور دنیوی فوائد مضمر ہیں مسلمان اس کو بھی چھوڑ بیٹھیں۔

اس مختصر مضمون کی غرض تو صرف اس سنت متروکہ پر تنبیہ کرنا ہے۔ اس کے ساتھ مناسب معلوم ہوا کہ "بسم اللہ" کے چند فضائل اور اس کے متعلق ضروری فقہی مسائل حدیث و فقہ کی معتبر کتابوں سے ملحق کر دیے جائیں تاکہ شوق و رغبت میں زیادتی ہو اور مسائل فقہیہ کی ناواقفیت سے جو کوتاہیاں اس میں پیش آتی ہیں ان کی اصلاح ہو جائے۔

بسم اللہ کے چند فضائل

"روی خطیب عن انس مرفوعاً من رفع قرطاساً من الارض فیھا بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اجلالاً لہ ان یدرس کتب عنداللّٰہ من الصدیقین۔"

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایسے کاغذ کو زمین سے بغرض تعظیم اٹھائے جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے۔"

اور ابو داؤدؒ نے اپنے مراسیل میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک لکھے ہوئے کاغذ پر گزر ہوا جو زمین پر پڑا تھا۔ آپ نے ایک شخص سے جو آپ کے ساتھ تھا فرمایا کہ یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا بسم اللہ ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"لعن من فعل ھذا لاتضعوا بسم اللّٰہ الا فی موضعہ۔"

ترجمہ: "جس شخص نے ایسا کیا ہے (یعنی اس اہانت کے ساتھ ڈالا ہے) وہ ملعون ہے۔ بسم اللہ کو ایسی جگہ نہ لکھنا چاہئے جس میں بے ادبی کا اندیشہ ہو۔"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عام خط و کتابت میں اور ایسے کاغذات میں جو عادۃً بے پروائی سے ڈال دیے جاتے ہیں بسم اللہ کا لکھنا بھی جائز نہیں۔ اگر کسی نے لکھا اور پھر اس کی بے ادبی ہوئی تو لکھنے والا

بھی گنہگار ہوگا۔

محدث دیلمیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ : " من قرا بسم اللّٰہ کتب اللّٰہ له بکل حرف اربعة الاف حسنة ومحی عنه الا ربعة آلاف حسنة ۔ "یعنی جو شخص بسم اللہ پڑھتا ہے حق تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں ہر حرف کے بدلہ میں لکھ دیتا ہے اور چار ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے۔

" وروی ابونعیم فی تاریخ اصبہا وابن اشتة فی کتاب المصاحف عن انس مرفوعاً من کتب بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم فجوده غفرله ۔"

ترجمہ : "جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بوجہ تعظیم کے عمدہ کر کے لکھے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

محدث ابو نعیمؒ اور دیلمیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت بسم اللہ نازل ہوئی تو مکہ معظمہ کے تمام پہاڑوں میں ایک شور ہو گیا اور اہل مکہ کو ایک آواز سنائی دی جس سے کفار مکہ نے کہا کہ یہ محمد ﷺ نے سحر کیا ہے۔ یہ تمام روایات مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ قنطرہ میں جمع فرمائی ہیں اور ان میں سے بعض کی سندیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن قواعد اور اصول مقررہ میں طے شدہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کا بھی اعتبار کر لیا جاتا ہے۔

بعض احکام بسم اللہ

مسئلہ : جمہور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ اور آئمہ مجتہدین کے نزدیک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ لیکن بعض آئمہ کا اس میں اختلاف بھی ہے اس لئے حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں بجائے قرأت کے صرف بسم اللہ پر اکتفا کرے تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن دوسرے احکام متعلقہ تعظیم وغیرہ میں اس کا حکم وہی ہے جو تمام قرآنی آیت کا ہے کہ بلاوضو اس کا چھونا جائز نہیں۔ وغیر ذلک (کذافی القنطرة عن المجتبی والمحیط)

مسئلہ : فقہاء کی تصریح ہے کہ تراویح میں ایک مرتبہ پورا قرآن ختم کرنا سنت موکدہ ہے یہاں تک کہ اگر ایک آیت بھی چھوڑ دی تو سنت ادا نہ ہوگی اور یہ بھی ثابت ہے کہ بسم اللہ علاوہ سورۃ نمل کے بھی

قرآن مجید کی ایک آیت ہے اس لئے اگر تراویح میں سورۃ نمل کے علاوہ کہیں ایک جگہ بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو سنت مذکورہ ادا نہ ہوگی اور اگر امام نے آہستہ پڑھ لی تو اس کی سنت ادا ہوگئی مگر مقتدیوں کی سنت استماع ادا نہ ہوئی۔ اس لئے امام کو چاہئے کہ کسی صورت کے شروع میں جہر کے ساتھ بسم اللہ پڑھ لیا کرے۔

مسئلہ: اس پر آئمہ حنفیہ وغیرہم کا اتفاق ہے کہ ہر رکعت کے شروع میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور صاحبین کے نزدیک واجب اور بعض علماء حنفیہ اخلاص کے شروع میں بسم اللہ کو: ” كذافى البحرومختارات النوازل وصرح فى المضمرات ان الفتوىٰ على ان التسمية واجبة فى كل ركعة ۔“ اس لئے ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا پورا اہتمام کرنا چاہئے۔ عام لوگ اس سے غافل ہیں۔

بسم اللہ کے فضائل اور احکام اور اس کے متعلق محدثانہ مباحث کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہو سکتی ہے۔ اس وقت صرف اس قدر چند مسائل لکھنا منظور تھا۔

نفعنا الله تعالىٰ والمسلمين بها واٰخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين!

بقیہ تضادبیانیاں

جانتا اس کوچہ بالکل ناواقف ہوں ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں۔

تردید: مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب سیرت المہدی ص ۱۵۵ ج ۱ میں لکھتا ہے کہ مولوی الٰہی بخش ڈسٹرکٹ انسپکٹر نے سیالکوٹ میں منشیوں کے لئے ایک انگریزی مدرسہ قائم کیا۔ ڈاکٹر امیر شاہ پنشنر معلم تھے مرزا قادیانی نے انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں۔

قول اول: مرزا بشیر احمد ایم اے سیرۃ المہدی ص ۱۵۴، ۱۵۷ ج ۱ میں لکھتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک رہی۔

تردید: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب لیکچر سیالکوٹ ص ۴۰، روحانی خزائن ص ۲۴۲ پر لکھتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جو براہین احمدیہ کے زمانے میں تخمیناً سات آٹھ سال پہلے اسی شہر میں قریباً سات برس رہ چکا ہوں۔

بارش کیوں نہیں ہوتی؟

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود

یہ مرحوم ضیاء الحق کے دور کی بات ہے کہ ملک خشک سالی کا شکار تھا۔ بارش کا انتظار تھا۔ کسان پریشان تھا۔ کھیت کھلیان ویران تھے۔ موہوم خدشات وخطرات کے پیش نظر انسانی نگاہیں بار بار آسمان کی طرف دعا کے لئے اٹھتی تھیں۔ یاسیت اور ناامیدی کے سائے جب بڑھنے لگے تو جنرل صاحب نے احکامات کے ذریعہ مختلف شہروں میں نماز استسقاء کا اہتمام کروالیا۔ بندوں نے مالک حقیقی کی جانب رجوع کیا۔ گناہوں سے معافی کی خواستگاری چاہی۔ کھلے میدانوں میں نماز استسقاء ہوئی۔ دعائیں مستجاب ہوئیں۔ بادلوں کے ہجوم امڈ آئے۔ باران رحمت خوب برسا۔ دیگر فصلیں بالخصوص گندم کی ریکارڈ فصل ہوئی۔ یہ وہ فوجی حاکم تھا جو خود اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود رہتا تھا۔

وطن عزیز ایک بار پھر خشک سالی' تباہ حالی' زبوں حالی کا شکار ہے۔ حسن اتفاق کہ اب بھی جنرل ہی حکمران ہے۔ پانی و بجلی کی کمی کے باعث ملک میں غذائی قلت کے خدشات کا اندھیرا چھا رہا ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ فصل گندم کا دانہ اپنی لطافت کی داد بھی نہیں پاسکا۔ جب کہ ماہ اپریل میں گندم کی کٹائی شروع ہوجاتی ہے۔ ڈیم خشک ہورہے ہیں۔ دریاؤں میں پانی کی جگہ ریت اڑ رہی ہے۔ نہریں بند پڑی ہیں۔ کنوؤں کا پانی نیچے اتر گیا ہے۔ پانی کی تقسیم پر صوبوں کے درمیان کشیدگی کا نیا باب کھل رہا ہے۔ جس دھرتی کے سینے پر پانچ دریا رواں دواں تھے وہ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہی ہے۔ پنجاب کا سونا اگلنے والی زمینیں پانی کے بغیر بانجھ نظر آتی ہیں۔ تقسیم سے پہلے پنجاب ہی پورے برصغیر پاک وہند کی غذائی ضروریات پوری کرتا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی پنجاب ہی اپنی زرخیزی اور خوشحالی باقی صوبوں میں منتقل کرتا رہا ہے۔ دوسرے علاقوں کی غذائی اور زرعی پیداواری کفالت کرنے والا پنجاب پانی و بجلی کی کمی کے باعث خود بھوک کی لپیٹ

میں آنے والا ہے۔ خدانخواستہ ایسا ہوا تو یہ پنجاب کی تاریخ کا پہلا موقع ہوگا۔ پنجاب گندم کا گھر ہے۔ غلے کا مرکز ہے۔ بارش نہ ہوئی تو اس بار گندم میں 30 فیصد کمی کا امکان ہے۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق صوبوں کو ملنے والے پانی کے حصہ میں مزید دس فیصد سے بارہ فیصد تک کمی کردی گئی ہے۔ ماہرین کے مطابق فصل ربیع میں پانی کی کمی 80 فیصد سے 82 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ اگر چند دنوں تک بارشیں نہیں ہوتیں اور پہاڑی علاقوں میں برف نہ پگھلی تو پھر فصل خریف میں پانی کی کمی کے باعث کپاس' چاول' گنا اور دیگر فصلوں کے متاثر ہونے کا احتمال ہے۔ حکومتی ذرائع کے مطابق گندم اور دیگر اجناس کی درآمد میں 2 ارب سے 3 ارب ڈالر کا اضافہ ہوسکتا ہے۔ اب تک کی تفصیلات کو سامنے رکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی زرعی معیشت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔

ملک جس اقتصادی و معاشی بحران سے گزر رہا ہے وہ حالات ڈھکے چھپے نہیں۔ اس وقت کاروبار زندگی معطل ہے۔ کثیر سرمایہ بیرون ملک منتقل ہوچکا ہے۔ سرمایہ کاری رک چکی ہے۔ انڈسٹریز بند پڑی ہیں۔ لوگ دووقت کی روٹی سے تنگ ہیں۔ غریب طبقہ بری طرح پس گیا ہے۔ خودسوزی کے علاوہ پوری قوم دل سوزی کا شکار ہے۔ خشک سالی کے باعث غذائی قلت' مہنگائی' بے روزگاری' بے چینی نے صورتحال کو مستقل غیر یقینی بنا ڈالا ہے۔ ملک اور قوم پر ایسا کڑا وقت پہلے کبھی نہ آیا تھا:

یہ دور تو ہر دور گذشتہ سے کڑا ہے
ہر شخص لئے ہاتھ میں کشکول کھڑا ہے

کیا ہی اچھا ہوتا کہ جنرل پرویز مشرف اپنے پیش رو جنرل ضیاء الحق کی تقلید کرتے ہوئے نماز استسقاء کی تلقین کرتے۔ ایسے گھمبیر حالات میں تو گناہ گار سے گناہ گار انسان بھی رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ لیکن یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ روٹھے رب کو راضی کرنے کی بجائے اس کے عذاب کو دعوت دی جارہی ہے۔ بسنت جیسے ہندوانہ تہوار کی حکومتی سطح پر سرپرستی کی جارہی ہے۔ بسنت ہندوؤں کا مذہبی تہوار ہے۔ ایک ہندو حقیقت رائے نے جناب رسالت مآب ﷺ اور سیدہ فاطمہؓ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا تھا۔ مغلوں کا آخری دور تھا۔ پنجاب کا گورنر زکریا خان تھا جس نے گستاخ رسول کو اس کے انجام تک پہنچایا تھا۔

پنجاب میں سکھوں کی حکومت قائم ہوئی تو ہندوؤں نے زکریا خان اور اس کے رشتہ داروں کو قتل

کروادیا۔ ہندوؤں نے انتقام کی خوشی میں جشن منایا جس کا نام بسنت رکھا۔ پھر ہر سال یہ تہوار منایا جانے لگا۔ مسلمانوں نے کبھی اس پہلو پر غور نہیں کیا کہ اسلام اور سرور کونین ﷺ کے نام پر حاصل ہونے والی مملکت میں بسنت کا تہوار منا کر ہم ہندو گستاخ رسول کو خراج عقیدت اور اسے پھانسی دلا کر ہندوؤں کے ہاتھوں شہید ہونے والے عاشق رسول کی تضحیک کرنے والوں میں شامل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے دشمن بال ٹھاکرے کا بیان بھی ہماری دینی ملی غیرت کو نہ جگا سکا۔ بال ٹھاکرے نے لاہور میں غیر معمولی جوش وخروش سے منائی جانے والی بسنت پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے ہندو مذہب کی کامیابی اور ہلاک ہونے والوں کو اپنا شہید قرار دیا ہے۔

بسنت کے ضمن میں ایک غور طلب پہلو یہ ہے کہ آمد بہار کے نام پر منایا جانے والا جشن حکومتی سرپرستی میں صرف پنجاب تک محدود ہے۔ وہ بھی بڑے شہروں تک۔ بڑے شہروں کی وبائیں اور جراثیم خود بخود چھوٹے شہروں میں پہنچ جایا کرتے ہیں۔ کراچی کے ڈپٹی کمشنروں نے بسنت کا تہوار منانے پر یہ کہہ کر پابندی عائد کردی کہ یہ غیر اسلامی 'فضول اور نقصان دہ رسم ہے۔ پنجاب میں بالخصوص لاہور میں حکومت کی زیر سرپرستی نہایت ڈھٹائی اور دھوم دھڑکے سے یہ دن منایا گیا۔ شاید اس لئے کہ متذکرہ بالا واقعہ کا تعلق بھی پنجاب (سیالکوٹ) سے تھا۔ لاہور کے فائیو سٹار ہوٹلوں کی چھتوں پر شراب کی بوتلیں اٹھائے محور قص مسلمان بیٹیوں کی تصاویر سے گردنیں شرم کے مارے جھک گئی ہیں۔ ایک سیکولر دانشور نے لکھا ہے کہ بسنت کے جشن سے لوگوں کو نہ صرف خوشیاں ملیں بلکہ 8 ارب روپے کا کاروبار بھی ہوا۔ ایک طرف حکومت بسنت کے جشن کے ضمن میں عوام کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور دوسری طرف اخبارات میں اشتہارات کے ذریعہ دھات کی ڈور کے استعمال کو روکنے کے لئے بار بار تنبیہ کرتی ہے بالکل اسی طرح جیسے سگریٹ کے اشتہارات کے ساتھ: "خبردار سگریٹ نوشی صحت کے لئے مضر ہے۔" کا اشتہار دیا جاتا ہے۔ جو چیز قوم کے لئے نقصان دہ اور مضر ہے اس کی تشہیر کی کیا ضرورت ہے؟ اگر روایت اور رسم یہی رہی تو کل زہر کا اشتہار بھی دیکھنے کو مل سکے گا۔

چند روز پہلے پنجاب کے ڈپٹی کمشنروں کو جشن بہاراں سے متعلق چراغاں کرنے 'راگ رنگ کی محفلیں منعقد کرنے اور رنگ برنگے جھنڈے لگانے کے احکامات دیئے گئے ہیں۔ جس کے بعد بڑے شہروں میں جشن بہاراں اور تفریح کے نام پر خرافات کے بازار گرم ہوگئے ہیں:

حقیقت روایات میں کھو گئی
یہ امت خرافات میں کھو گئی

پاکستانی قوم بھی عجیب ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا چاہتی ہے اور شیطان کو بھی ناراض نہیں ہونے دیتی۔ بسنت 'جشن بہاراں تفریح کے نام پر فحاشی عریانی اور بے راہ روی کو فروغ دیا جارہا ہے۔ ویلینٹائین ڈے کا فحش کلچر متعارف کروایا جارہا ہے۔ کیبل نیٹ ورک 'ڈش کو سستا اور عام کرکے فحاشی و عریانی اور گمراہی کے سیلاب کے ریلوں کو ہر گھر کے دروازے کی دہلیز تک پہنچادیا گیا ہے۔ روز بروز پردہ ختم ہوتا جارہا ہے۔ فراڈ' غبن' ناپ تول میں کمی' ملاوٹ' ذخیرہ اندوزی' سمگلنگ' سود خوری' چور بازاری' بے حیائی' بے ایمانی ہمارے خون میں رچ بس گئی ہے۔ زلزلوں کے جھٹکے بھی ہمارا احساس بیدار نہیں کرسکے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ہم خداخوفی سے بھی بے نیاز ہوتے جارہے ہیں۔ اپنے معاشرتی گناہوں اور خامیوں کے بعد بھی ہم کہتے ہیں کہ بارش کیوں نہیں ہوتی۔

یہ کالم لکھا جاچکا تھا کہ اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کی اپیل پر مختلف شہروں میں ہلکی پھلکی نماز استسقاء پڑھی گئی جس کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں ہلکی پھلکی بارش کی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں۔ جنرل صاحب نے اپنے چند مخصوص رفقاء کے ساتھ اپنے دفتر کے سبزہ زار میں نماز استسقاء ادا کی۔ ملک کے حاکم اعلیٰ کے رجوع الی اللہ پر بارش کی پھوار پڑسکتی ہے تو رب تعالیٰ کی طرف مکمل رجوع کرنے پر باران رحمت کے علاوہ خیر و برکت بھی شامل ہوسکتی ہے۔

سید انور شاہ کشمیریؒ و پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ

ایک دفعہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بغرض زیارت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ اثنائے گفتگو حضرت رائے پوریؒ نے حضرت بخاریؒ سے فرمایا کہ آپ نے حضرت سید انور شاہ کشمیریؒ کو بھی دیکھا ہے اور سید پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کو بھی دونوں محاذ ختم نبوت کے جرنیل تھے۔ ان دونوں میں کیا فرق تھا۔ اس پر حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے کہا کہ سید انور شاہ صاحبؒ کی آنکھ کا نور اور پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی آنکھ کی مستی کہیں نہیں دیکھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے اس خوبصورت تقابل کو سن کر حضرت رائے پوریؒ بہت محظوظ ہوئے۔ (بروایت علامہ ڈاکٹر خالد محمود)

حاصل مطالعہ

بکھرے موتی

تحریر: مولانا اللہ وسایا!

تذکرہ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام

حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں سات مقامات پر آیا اور ان کی قوم عاد کا ذکر نو سورتوں میں آیا ہے۔ ان کی قوم حضر موت کے نواح میں آباد تھی جو ہلاک ہوئی۔ حضرت ہود علیہ السلام کے مزار اقدس کے بارہ میں مختلف روایات ہیں **حضرموت میں** کثیبؒ احمر (سرخ ٹیلہ) پر ایک ان کی طرف منسوب مزار ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے۔

مستشرقین؟

یورپ کے وہ اہل علم جو مشرق کی تاریخ و مشرقی علوم سے شغف رکھتے ہیں ان کے متعلق مباحث و نظریات قائم کرتے ہیں ان کو مستشرق کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض اگرچہ حقیقتاً مہارت رکھتے ہوں گے مگر اکثر ظنی و تخمینی بلکہ من گھڑت نظریے قائم کر کے مشرق سے تعصب کا ثبوت دیتے ہیں۔ بالخصوص سیرت نگاری میں مستشرقین اکثر و بیشتر جھوٹے فرضی دور از کار وہم پیدا کر کے اسے دھندلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

تذکرہ سیدنا صالح علیہ السلام

سیدنا حضرت صالح علیہ السلام کا اسم گرامی قرآن مجید میں آٹھ مقامات پر آیا ہے۔ آپ جس قوم میں پیدا ہوئے اس کا نام ثمود تھا۔ ثمود کا ذکر نو سورتوں میں آیا ہے۔ اس قوم کو ثمود اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے نسب نامہ میں جد اعلیٰ میں سے ایک شخص کا نام ثمود تھا۔ اس لئے اسی قوم کو قوم ثمود کہا جاتا ہے۔

ان کی آبادیاں "حجر" میں تھیں۔ حجاز و شام کے درمیان "وادی قریٰ" جو آج کل "**فج الناقۃ**" کے نام سے معروف ہے۔ یہ میدان ان کا علاقہ تھا۔ مصری اہل تحقیق لکھتے ہیں کہ ان کے کھنڈرات کے نشانات

سے ہم ایسی حویلی میں داخل ہوئے جو شاہی حویلی کہلاتی تھی۔ اس میں متعدد کمرے اور ان کے ساتھ پانی کا حوض تھا اور یہ پورا مکان پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا تھا۔

عرب کا مشہور مورخ مسعودی کا بیان ہے کہ جو شخص شام و حجاز کے درمیان کا راستہ چلے۔ اس کے راہ میں مٹے ہوئے نشان و بوسیدہ کھنڈرات آتے ہیں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ فن تعمیر میں کمال مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ سیدنا صالح علیہ السلام ان سے ارشاد فرماتے ہیں :

" واذکروا انجعلکم خلفاء من بعد عاد وبواء کم فی الارض تتخذون من سہولہا قصورا وتنحتون الجبال بیوتا ۔ "اور تم اس وقت کو یاد کرو کہ تم کو خدا نے عاد کے بعد ان کا قائم مقام بنایا اور تم کو زمین پر جگہ دی کہ تم اس کی سطح اور نرم حصوں پر محلات بناتے ہو اور سنگ تراش کر کے پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو۔

معجزہ کسے کہتے ہیں ؟

معجزہ لغت میں عاجز کر دینے اور تھکا دینے والی چیز کو کہتے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں ایسے عمل کا نام معجزہ ہے جو سلسلہ اسباب کے بغیر عالم وجود میں آجائے اس کو عام بول چال میں خرق عادت کہتے ہیں۔ اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا "عادت اللہ" یعنی ناموس فطرت کا ٹوٹنا ممکن ہے۔ قانون قدرت میں تبدیلی ممکن ہے ؟

اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت دو قسم کے ہیں :

نمبر ایک..........عادت عام۔ نمبر دو..........عادت خاص۔

عادت عام سے مراد وہ قانون ہیں جو اسباب و مسببات کے سلسلہ میں جکڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً آگ جلاتی ہے۔ پانی خنکی پہنچاتا ہے۔ اور عادت خاص کا مطلب یہ ہے کہ اسباب و مسببات میں علاقہ پیدا کرنے والے یہ قدرت نے کسی خاص مقصد کے لئے سبب و مسبب کے درمیان رشتہ کو کسی شے سے علیحدہ کر دیا۔ یا بغیر سبب کے مسبب کو وجود بخشا۔ جیسا کہ جلنے کے اسباب موجود ہونے کے باوجود کسی جسم کا آگ سے نہ جلنا۔ یا دو تین آدمیوں کی خوراک کا سو دو سو انسانوں کو پورا ہو جانا اور اپنی مقدار کی حد تک پھر بھی باقی بچ جانا۔ یہ دونوں باتیں چونکہ عام نگاہوں میں قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ اس لئے جب یہ اور اس طرح کی کوئی شے رونما ہوتی ہے یا اس کے وجود پذیر ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قدرت کے قانون یا عادت کے خلاف ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ وہ قوانین قدرت و فطرت کی پہلی قسم یعنی

عادت عام کے تو خلاف ہوتا ہے مگر عادت خاص کے عین مطابق ہوتا ہے اور عادت خاص بھی قانون قدرت کی ایک کڑی ہے۔ جو عام حالات سے الگ کسی خاص مقصد کے پورا کرنے کے لئے ظاہر کی جاتی ہے اور اسی جگہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح خدا تعالیٰ اپنے سچے رسول اور پیغمبر کی صداقت وحقانیت کی تصدیق کرتا اور جھٹلانے والوں کو یہ باور کراتا ہے کہ اگر یہ مدعی رسالت اپنے دعویٰ میں سچا نہ ہوتا تو خدا کی تائید اس کے ساتھ نہ ہوتی۔ پس یہ عام قانون قدرت سے جدا رسول ونبی کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ در حقیقت یہ اس کا اپنا فعل نہیں۔ بلکہ اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کا فعل ظاہر ہوتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نبی کی نبوت کی صداقت کی دلیل بن سکے اور دشمن اس سے عاجز آجائیں۔

موسیٰ علیہ السلام کی نو آیات بینات

جناب عمرو بن مرہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسلم سے سنا وہ صفوان بن عسال المرادی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ:

”قال یہودی لصاحبه اذهب بنا الیٰ هذا النبی ﷺ نساله عن هذه الایة :”ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات“فقال لا تقل له نبی فانه لو سمعك لصارت له اربعة اعین قال فالاه فقال لا تشرکوا باﷲ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا النفس التی حرم الله الا بالحق ولا تسحروا ولا تاکلوا الربا ولا تمشوا ببیری الی ذی سلطان لیقتله ولا تقذفوا محصنة وانتم یایهود علیکم خاصة الا تعدوا فی السبت فقبلك یده ورجله وقالا نشهد انك نبی فقال مامنعکما ان تسلما قالا ان دائود علیه السلام دعا ان لا یزال من ذریة نبی وانا نخشی ان یقتلنا یهود. مستدرك ج۱ص۱۵٦“

ترجمہ: ایک یہودی نے اپنے (دوسرے یہودی) دوست سے کہا کہ اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف چلیں اور ان سے اس آیت :” ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات ۰“ ﴿ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح نشان یا حکم دیئے۔﴾ کی بات پوچھیں (کہ وہ نو واضح نشان یا احکام کیا ہیں) (دوسرے یہودی نے کہا کہ آپ اسے نبی نہ کہیں اگر انہوں نے سن لیا تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی وجاری ہے)

سیرت النبی ﷺ

خطاب: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ادارہ

ادارہ لولاک کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقاریر و ملفوظات کا نایاب وافر ذخیرہ مل گیا جو کہ ربیع الثانی 1420ھ سے شوال 1421ھ تک مسلسل لولاک میں شائع کرتے رہے۔ قارئین لولاک سے معذرت کرتے ہیں کہ ذیقعدہ و ذی الحجہ 1421ھ کی دو اشاعتوں میں اپنی کم ہمتی کے باعث یہ سلسلہ قائم نہ رکھ سکے۔ اس نئی جلد سے پھر اس سلسلہ کا آغاز کیا جارہا ہے۔ اتنا مواد مزید جمع ہے جس کی بنیاد پر توقع ہے کہ سال بھر یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز

میں نے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی ہے۔ قرآن کریم نے حضور ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا: ”وما ارسلنك الا رحمة اللعالمين.“ کہ اے پیارے پیغمبر ﷺ ہم نے تمہیں سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس دنیا میں ہم نے تمہیں پیدا کیا تمہیں رسالت اور نبوت دی اور سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس سلسلے میں اس کی تشریح و تفسیر کروں گا۔ اس ضمن میں کچھ مضمون آجائیں گے وہ سمجھانا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ کی صفات اور کمالات اگر کوئی شخص بیان کرنے لگے تو وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں تمام صفات اور کمالات بیان کر سکتا ہوں۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے گا تو اس کا دعویٰ غلط ہوگا۔ ہماری زندگی ختم ہو سکتی ہے حضور ﷺ کے کمالات ختم نہیں ہو سکتے۔ اسے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں۔ یہ جو سیپ ہوتا ہے

یہ ایک جوڑا ہوتا ہے۔اس کا منہ کھلتا ہے۔بارش کا قطرہ اس کے اندر جاتا ہے۔وہ سمندر کے نیچے بیٹھ جاتا ہے اور وہ قطرہ موتی بن جاتا ہے۔اسی لئے مشہور ہے کہ موتی سمندر کے نیچے ہوتے ہیں۔کچھ لوگ محنت کیا کرتے ہیں کہ سمندر میں غوطے لگا کر موتی حاصل کیا کرتے ہیں۔ایک آدمی یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں نے اتنے موتی سمندر سے نکالے ہیں۔دوسرا کہتا ہے کہ میں نے اتنے نکالے ہیں۔تیسرا کہتا ہے میں نے موتیوں کے ڈھیر لگا لئے۔یہ دعویٰ تو وہ کر سکتا ہے لیکن وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ سمندر میں جتنے موتی تھے میں نے سب نکال لئے۔اسی طرح یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک خطیب دعویٰ کرے کہ میں نے فلاں تقریر میں اتنے کمالات حضور ﷺ کے بیان کئے۔دوسرا کہے کہ میں نے اتنے کمالات بیان کئے لیکن یہ کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ حضور ﷺ کے جتنے کمالات تھے میں نے سب کے سب بیان کر دیئے۔یہ دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا جیسے سمندر کے موتی ختم نہیں ہو سکتے حضور ﷺ کے کمالات بھی ختم نہیں ہو سکتے۔

سمجھانے کے لئے ایک بات عرض کروں۔ایک ایک کام کی کئی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔مثلاً اگر میں جلسے کے علاوہ ڈگری آؤں اور کوئی مجھ سے پوچھے کہ آپ ڈگری کیسے آئے تو ضروری نہیں کہ میں ایک کام کے لئے آؤں۔ہو سکتا ہے کہ میں دو تین کاموں کے لئے آؤں۔بتاؤں گا میں ان کو ایک کام لیکن ہو سکتا ہے اور کام بھی ہو جائیں۔

مجھ سے ان لوگوں نے پوچھا کہ حضور ﷺ نے معراج کا سفر جو کیا وہ کیوں کیا؟۔ایک وجہ تو قرآن کریم نے بتائی ہے وہ تو اپنی جگہ حق ہے۔لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کے علاوہ اور وجوہات بھی ہوں اور ضروری نہیں کہ اللہ پاک ساری باتیں ہمیں بتائے۔تو ایک وجہ تو قرآن کریم نے فرمائی: "لنریه من ایتنا•"اور ایک وجہ اہل علم نے بیان کی ہے کہ حضور ﷺ کو جو معراج کا سفر کرایا گیا اس کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ اس زمین سے پہلے آسمان کا فاصلہ اتنا ہے کہ ایک آدمی اگر یہاں سے چلے اور پانچ سو سال میں جہاں تک پہنچے اتنا فاصلہ ہے اور پھر پہلے آسمان کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے پھر دوسرا آسمان بھی اتنا ہی دور ہے پھر اس کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے۔سات آسمان ہیں اور سات آسمانوں کے درمیان خلاء ہے۔سات آسمان اور سات خلاء ہوئے 14۔یعنی 7000 سال کا سفر ہے اور سات آسمانوں کے اوپر حضور ﷺ کتنی دور تشریف لے گئے اس کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔بقول کسی بزرگ کے کہ جو گیا ہوگا اس کو پتہ ہوگا یا جو لے گیا ہوگا اس کو پتہ ہوگا۔اس مقدار کا کوئی تعین نہیں ہو سکتا کہ کہاں تک تشریف لے گئے اور اس سے پہلے بیت المقدس دو ماہ کا راستہ

وہاں بھی تشریف لے گئے وہاں انبیاء علیہم السلام کو نماز بھی پڑھائی۔ ابراھیم علیہ السلام کی زیارت بھی کی۔ آدم علیہ السلام کی زیارت بھی کی۔ انبیاء کی میٹنگ بھی ہوئی۔ جنت بھی دیکھی۔ دوزخ بھی دیکھی۔ دوزخ کا گنہگاروں کو عذاب ہوتا بھی دیکھا اور آسمان سے اوپر اللہ تعالیٰ سے باتیں بھی کیں۔ حضرت عمرؓ کا محل بھی دیکھا۔ پھر جب واپس تشریف لائے اور جہاں سے رخصت ہوتے وقت حضور ﷺ نے وضو بھی کیا تھا تو ابھی وہ وضو والا پانی اخیر تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور ام ہانی کے گھر میں وہ بستر جس میں آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے وہ بھی ابھی گرم پڑا تھا تو علماء نے کہا کہ ایک وجہ معراج کی یہ بھی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں اپنے بندوں کو کہ اتنا لمبا سفر جسم نے جس تیزی سے کیا ہے جسم کثیف ہے روح لطیف ہے۔ جسم کی رفتار تھوڑی ہے اور روح کی رفتار زیادہ ہے۔ جس پیغمبر کے جسم کی رفتار اتنی تیز ہے اس کی روح کی رفتار کتنی زیادہ ہوگی۔ اس سے آپ اندازہ کر لیجئے۔

جسم مٹی سے پیدا ہوا اور روح چونکہ لطیف ہے یہ مدارج عالیہ طے کرتی ہے تو جس پیغمبر ﷺ کا جسم کثیف اتنی جلدی 7000 سال سے زیادہ کا سفر اتنی تیزی سے طے کر لیتا ہے تو اس کی روح کتنی تیزی سے مدارج عالیہ طے کرتی ہوگی اور یہ پتہ نہیں کہ ساتوں آسمان سے اوپر کتنی بلندی طے کی۔ اتنا پتہ چلتا ہے احادیث مبارکہ سے کہ براق کی سواری ختم ہوگئی تھی۔ ساتویں آسمان سے اوپر ایک زینہ لگایا گیا جس سے حضور ﷺ آگے تشریف لے گئے اور زینہ جب چلا جا رہا تھا تو حضور ﷺ نے نیچے دیکھا آسمان کی طرف تو آسمان نظر آتا تھا۔ پھر دیکھا پھر نظر آتا تھا پھر دیکھا پھر نظر آتا تھا پھر چلتے چلتے دیکھا نہ اوپر کچھ نظر آتا تھا نہ نیچے کچھ نظر آتا تھا۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ جب اوپر اور نیچے کچھ نظر نہ آیا تو حضور ﷺ پر ایک حال طاری ہوا جیسے آدمی اکیلا ہو تو مسکراتا ہے کہ میں اکیلا ہوں اور کبھی اداس ہوتا ہے تو اوپر سے ایک آواز آئی کہ اے محمد ﷺ ٹھہر جاؤ۔ اللہ کی رحمتیں ٹھہر کے قبول کرو۔ حضور ﷺ نے جو کان لگا کے آواز کو سنا تو وہ آواز حضرت ابوبکرؓ کی تھی تو حضور ﷺ حیران ہوئے کہ میں ساتویں آسمان سے بھی اتنا اوپر آگیا تو ابوبکر یہاں کیسے آگئے۔ تو پھر آواز آئی کہ یہ ابوبکر نہیں۔ آواز ابوبکر جیسی ہے۔ تو سوچا کہ پھر یہ کون ہے۔ فرمایا کہ جب ہم نے کائنات کو پیدا کیا اور فرشتوں کو پیدا کیا تو ایک فرشتے کی آواز ابوبکر کی آواز کی طرح بنا دی۔ یہ اس فرشتے کی آواز ہے اور یہ فرشتہ ہم نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ جب شب معراج میں آپ اس جگہ آئیں گے کہ نہ اوپر کچھ نظر آئے گا نہ نیچے اور آپ اداس ہوں گے تو ہم اس فرشتے کو حکم دیں گے کہ ہمارا پیغام آپ کو پہنچا دے اور اس کی

آواز ابوبکر جیسی ہوگی جس سے آپ کی اداسی ہٹ جائے گی۔ اس لئے کہ ابوبکر کا تعلق آپ سے ایسا ہے ہم نے وہ آواز ہی ایسی بنادی کہ آپ کی اداسی ہٹ جائے۔

تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حضور ﷺ کا جسم اتنی تیزی سے گیا اور آیا کہ ابھی وضو کا پانی بھی خشک نہیں ہوا تھا۔ جس پیغمبر ﷺ کا جسم اتنا تیز چلتا ہے اس کی روح کتنی تیز ہوگی۔ اب اس سے اندازہ لگایئے کہ حضور ﷺ کے درجات کتنے بلند تھے۔

ایک اور بات بتادوں کہ حضور ﷺ کے مدارج اس طرح نہیں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی بنایا تو اتنے درجے دے دیئے اور بس۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہر سیکنڈ میں حضور ﷺ کے درجے بلند ہوتے گئے۔ جامد نہیں متحرک ہیں اب بھی بڑھ رہے ہیں۔ قیامت میں بھی بڑھتے چلے جائیں گے۔ ختم نہیں ہوں گے۔ تو جس کے درجات اتنے ہوں اور روز بروز ہر آن بڑھ رہے ہوں تو کس کی مجال ہے کہ حضور ﷺ کے درجات کو بیان کر سکے۔

بہر حال میں نے یہ بات عرض کی کہ ہر آدمی یہ تو دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے سمندر سے اتنے موتی حاصل کیے۔ میں نے اتنے حاصل کیے۔ لیکن یہ کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جتنے موتی تھے میں نے سب کے سب حاصل کر لئے۔ سمندر خالی ہوگیا۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں نے حضور ﷺ کے اتنے فضائل بیان کیے۔ فلاں نے اتنے کیے۔ فلاں نے اپنی کتاب میں اتنے فضائل لکھے لیکن کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں نے حضور ﷺ کے سارے فضائل بیان کر دیئے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ہماری ساری عمر لگ جائے نوح علیہ السلام جتنی عمر مل جائے ساری دنیا کو اور ساری دنیا حضور ﷺ کے کمالات بیان کرنے شروع کر دے اور ساری عمریں اس میں لگ جائیں تب بھی حضور ﷺ کے کمالات سے اتنے بھی بیان نہیں ہو سکتے جیسے سمندر میں ایک قطرہ۔ تو میں بھی اب کچھ بیان کرتا ہوں۔ فرمایا

”ومارسلنك الا رحمة اللعالمين . ہم نے تم کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔“

تو پتہ چلا کہ جہان بہت سارے ہیں۔ اس لئے کہ سارے جہانوں کے لئے رحمت۔ پہلی تقسیم اس کی یہاں عرض کرتا ہوں۔ وہ بطور زمانے کے ہے۔ ایک جہان تھا جس کو ہم عالم ارواح کہتے ہیں۔ دوسرا جہان ہے جس کو ہم عالم اجسام کہتے ہیں۔ تیسرا ایک جہان جسے ہم عالم برزخ کہتے ہیں۔ چوتھا جہان ہے جس کو ہم

عالم آخرت کہتے ہیں۔ تو پہلی تقسیم زمانے کی یہ ہوئی کہ جہان چار ہیں۔ عالم ارواح اس جہان کو کہتے ہیں کہ جب ساری کی ساری روحیں تھیں اور آدم علیہ السلام بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ تمام کائنات کی اللہ تعالیٰ نے روحیں پیدا کردی تھیں۔ نبیوں کی' امتیوں کی' مومنوں کی' کافروں کی' اچھوں کی' بروں کی۔ ساروں کی روحیں پیدا ہو چکی تھیں۔ ابھی جسموں میں نہیں آئی تھیں اور روحوں کا جسموں میں آنا تب شروع ہوا جب آدم علیہ السلام کی روح جسم میں ڈالی گئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح آنے سے پہلے زمانے کا نام عالم ارواح ہے۔ عالم ارواح میں بھی جناب رسالت مآب ﷺ ساری دنیا کے لئے رحمت تھے۔ اب رحمت کی کیا تعریف۔ تمام دنیا یا جن لوگوں کی بخشش ہوگی' خدا کی رحمت سے ہوگی۔ کوئی آدمی اپنے عمل سے بخشش کا حق دار نہیں ہوگا کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے عمل اتنے ہیں کہ میں بخشش کا حق دار ہوں۔ تو کامیابی ہر قسم کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے تو عالم ارواح میں پوری دنیا سے اللہ تعالیٰ نے سوال کیا:

"الست بربکم ۰" ﴿کیا میں تمہارا رب ہوں۔﴾

اب ایک سوال ہے جس کو صحیح جواب آئے گا وہی کامیاب ہوگا۔ جو صحیح جواب نہ دے سکے گا وہ کامیاب نہیں ہوگا اور کامیابی کسی کی کوشش اور عمل سے نہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوگی تو حضور ﷺ عالم ارواح میں رحمت ثابت ہوئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب سب روحیں رب نے پیدا کردیں تو ایک میدان میں رکھ دیں۔ پھر پوچھا کہ بتاؤ میں تمہارا خدا ہوں کہ نہیں؟ تو تمام روحیں حیران ہوئیں کہ اس سوال کا کیا جواب دیں۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی بڑی شخصیت سوال کرے جواب آتا بھی ہو تو دینے کی ہمت نہیں پڑتی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے تو حدیث میں آتا ہے کہ سب روحوں نے حضور ﷺ کی روح کی طرف دیکھا۔ اب ایک بات سمجھئے بہت بڑا مجمع ہو اور مجھے علم ہو کہ فلاں آدمی اس مجمع میں ہے اور میں دیکھنا چاہوں۔ ہے تو سہی لیکن مجھے نظر نہیں آتا۔ اس لئے کہ وہ بھی زمین پر بیٹھا ہے میں بھی زمین پر بیٹھا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ باقی سب روحیں نیچی جگہ پر ہوں گی اور حضور ﷺ کی روح اونچی جگہ پر ہوگی۔ جبھی تو نظر آگئی۔ عالم ارواح میں کافروں کی روحیں بھی جانتی ہوں گی کہ محمد ﷺ کی روح سب سے اعلیٰ ہے۔ یہاں آکر مکر گئے تو مکر گئے۔ وہاں تو سب روحیں جانتی تھیں کہ سیادت اور قیادت محمد ﷺ کی روح کی ہے اور کسی کو حاصل نہیں۔

تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سب روحوں نے میری روح کی طرف دیکھا تھا اور سب سے پہلے میں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہ اے اللہ تو واقعی ہمارا رب ہے تو سب روحیں پکار اٹھیں: "بلا" میرے پیچھے سب نے جواب دیا تو عالم ارواح میں امتحان سے کامیابی حضور ﷺ کے پیچھے ہوئی تو فرمایا: "وماارسلنك الا رحمة اللعالمين." کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ عالم ارواح میں تمام روحوں کا جواب درست تب ہوا جب سب روحوں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔

میں نے ایک جملہ کہا کہ عالم ارواح اس وقت تک کا نام ہے جب تک آدم علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے تھے۔ روح آدم علیہ السلام کے جسم میں نہیں گئی تھی اور جب چلی گئی تو وہاں سے عالم اجسام شروع ہوا۔ ایک بات کہتا ہوں ایک ہماری بہن آٹا گوندرہی تھی۔ ساتھ مرغیاں بھی کھڑی تھیں۔ ایک مرغی نے جھپٹ کر آٹے میں چونچ مارلی۔ تو جو ہماری بہنیں عقل مند ہوتی ہیں تو وہ اتنا ہی آٹا نکالتی ہیں جو خراب ہو گیا ہو اور جو مجھ جیسی بے عقل ہوتی ہیں وہ مٹھی بھر کے باہر پھینک دیتی ہیں۔ اب سمجھے میری بات۔ اصل دین کی بات یہ ہے کہ جتنی غلط چیزیں دین میں ملتی جائیں ان کو پھینکتے پھینکتے دین کو باہر نہ پھینک دیں۔ اتنا باہر پھینکیں جتنی غلطی دین میں مل گئی ہو۔

دنیا میں قاعدہ یہ ہے کہ بہت گرمی بھی ستاتی ہے بہت سردی بھی ستاتی ہے۔ بہت گھی ڈالو سالن میں تو بھی اچھا نہیں لگتا نہ ڈالو تو بھی اچھا نہیں لگتا۔ ہنڈیا میں نمک نہ ڈالو تو بھی کھایا نہیں جاتا دو مٹھی بھر کے ڈال دو تو بھی کھایا نہیں جاتا۔ بیوی کی کوئی بات نہ مانو تو بھی برا ہے اور ساریاں مانتے جاؤ تو بھی برا ہے۔ کہنا یہ چاہتوں کہ ولیوں کو جو نہ مانے وہ بھی سچا مسلمان نہیں اور ہر بات اس طرح مانے کہ خدا اور نبی کو بھی چھوڑ دے یہ بھی سچا مسلمان نہیں۔ نہ تو ایسا انکار کرو کہ عام آدمیوں کے برابر کردو اور نہ ہی ایسا اوپر لے جاؤ کہ خدا اور رسول ﷺ کے برابر کردو۔ اس لئے ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہم بالکل ولیوں کو مانتے ہیں۔ نہ بڑھاتے ہیں نہ گھٹاتے ہیں۔ ہمارا ولیوں کے متعلق جو اعتقاد ہے عرض کرتا ہوں اور یہ بات میں اپنی نہیں عرض کرتا نام لے کر عرض کرتا ہوں۔

لاہور میں تقریر کی۔ ہمارے علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے جو ہمارے دیوبند میں حدیث پڑھاتے تھے اور پانچ سو جید علماء موجود تھے۔ پانچ ہزار کا مجمع سامنے تھے۔ فرمایا کہ لاہور والو! تم خواہ مخواہ بدگمان ہوتے ہو لوگوں کے کہنے پر کہ ہم اولیاء کو نہیں مانتے۔ ہم تو اولیاء کو یہاں تک مانتے ہیں کہ میں ایک دن بیٹھا شیخ

ابن عربیؒ کی عربی کتاب پڑھ رہا تھا اس میں میں نے ایک واقعہ پڑھا۔ شیخ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو بنانے کا ارادہ کیا تو آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور جب آدم علیہ السلام کا جسم بنانے کا ارادہ کیا تو مٹی اکٹھی کی پھر اس میں پانی ڈال کے گارا بنایا اور جسم بنا کے اس میں روح پھونکی تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کے جسم بنانے کا ارادہ کیا تو مجھے حکم دیا تھا پانی لانے کا۔ پانی میں لایا شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ پڑھا تو مجھے شبہ ہوا کہ آدم علیہ السلام تو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے اور شیخ صاحب کیسے پیدا ہو گئے تھے؟ کیونکہ شیخ صاحب تو حضور ﷺ کی امت میں پیدا ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی۔ میں نے کتاب بند کر دی اور میں حضرت استاد کے گھر گیا یعنی شیخ الہندؒ کے پاس۔ ان کی بیٹھک میں بہت لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جا کر دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا تو دیکھ کر فرمانے لگے مولوی صاحب کیا بات ہے؟ میں نے کہا حضرت ایک مشکل پڑ گئی ہے۔ فرمایا کیا مشکل ہے؟ تو میں نے وہیں کھڑے کھڑے عرض کر دیا۔ تو شیخ الہندؒ نے فرمایا اس میں مشکل کون سی ہے؟ کیا سمجھ نہیں آتا؟ جب آدم علیہ السلام کا بت (جسم) بن رہا تھا تو شیخ کی روح پیدا ہو چکی تھی کہ نہیں؟ میں نے کہا ضرور ہو چکی تھی۔ فرمایا اگر روح سے خدا کوئی کام لینا چاہے تو کیا وہ قادر نہیں ہے؟ میں نے کہا قادر ہے تو فرمایا کہ خدا نے روح کو حکم دیا ہو گا وہ پانی لائی ہو گی اس میں کیا حرج ہے؟ تو فرمایا کہ ہم تو اولیاء کو مانتے ہیں یہ تو نہ ماننے والی ہم پر تہمت لگائی گئی ہے۔

ہاں! ہم ولیوں کو ولی مانتے ہیں' نبی نہیں مانتے' نبیوں کو نبی مانتے ہیں' خدا نہیں مانتے۔ تو فرمایا: "وما ارسلنک الا رحمة اللعالمین ۔ "اے محمد ﷺ ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا۔ زمانے کے اعتبار سے جہاں چار ہیں۔ (۱) روحوں کا جہان۔ جہاں روحیں رہتی تھیں تو روحوں سے ایک سوال ہوا اس میں ساری روحیں پاس ہو گئیں۔ کوئی فیل نہیں ہوئی۔ ابو جہل کی روح نے بھی کہا اللہ ہمارا رب ہے۔ وہاں سب روحیں پاس ہو گئیں۔ لیکن تب پاس ہوئیں جب محمد ﷺ والا جواب دہرایا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی رحمت کی ایک اور بات کرتا ہوں کہ نبی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتے رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ کوئی وعدہ نہیں کہ ضرور قبول کروں گا لیکن کر لیتے ہیں اور ایک دعا ہر نبی کو ایسی دے دی کہ جب چاہو مانگ لیجئے میں قبول کر لوں گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ وعدے والی دعا دنیا میں ہر نبی نے مانگ لی کیا؟ جب نبیوں کی قوموں نے ان کی بات نہ مانی تو انہوں نے قوم کے لئے عذاب مانگا۔ یا جب نبیوں پر ان کی قوموں نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی تو انہوں نے دعا مانگی کہ یا اللہ اس قوم کو

ختم کر دے۔ جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بددعا فرمائی:" رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا۔ "اے اللہ زمین پر کافروں کی جھونپڑی تک بھی نہ رہے تو ایک جھونپڑی بھی نہ رہی اور فرمایا:" انك ان تذرھم یضلوا عبادك ولا یلدوا الا فاجرا کفارا۔ "اور اگر تو انہیں برباد نہیں کرے گا تو تھوڑے بہت آدمی جو ایمان لائے ہیں ان کے ایمانوں کو یہ رہنے نہیں دیں گے اور ان سے امید نہیں کہ کوئی اچھی اولاد پیدا ہو جائے۔ جتنے بھی پیدا ہوں گے بد پیدا ہوں گے۔ لہٰذا انہیں برباد کر دے۔

حضور ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ عائشہؓ مجھے اس رب کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کسی نبی کو اس کی قوم نے اتنے دکھ نہیں دیئے جتنے مجھے دیئے ہیں لیکن حضور ﷺ نے طائف میں پتھر کھا کر قوم کی ہدایت کی دعا کی ہے۔ بربادی کی دعا نہیں کی تو یہ اس جہان کے لئے حضور ﷺ کی رحمت ہے۔ درود پڑھے میری بات یاد رکھئے ایک آدمی کا لڑکا نہیں ہوتا تھا۔ حافظ جی نے جو دو آیتیں لکھ دیں اور انکا لڑکا ہو گیا تو حافظ جی کو پوج رہے ہیں حالانکہ اولاد دینے والا اللہ ہے۔ حافظ جی کا اس میں کوئی اختیار نہیں اور یہ ہم تم نبی کریم ﷺ کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ یعنی اگر اللہ پاک حضور ﷺ کو پیدا نہ کرتا تو ہم تم بھی پیدا نہ ہوتے۔ دنیا کی کوئی چیز ادنیٰ سے اعلیٰ تک پیدا نہ ہوتی تو آپ ﷺ کائنات میں رحمت ہوئے۔

اب ایک جہان آئے گا موت کے بعد اصلی حساب تو قیامت میں ہوگا۔ قیامت میں اور دنیا کے ختم ہونے کے درمیان ایک وقت آئے گا اس میں تھوڑا سا حساب ہوتا ہے جس کی وجہ سے ثواب یا عذاب شروع ہو جاتا ہے اور اس میں پوچھا جاتا ہے کہ تیرا نبی کون؟ اور اس نبی کی برکت سے عذاب ختم ہوتا ہے اور قبر فراخ ہوتی ہے تو سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو آدم علیہ السلام کے وقت میں لوگوں سے پوچھا جاتا ہوگا کہ تیرا نبی کون ہے۔ نوح علیہ السلام کے وقت میں پوچھا جاتا ہوگا کہ تیرا نبی کون ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں پوچھا جاتا ہوگا کہ تیرا نبی کون ہے تو اس وقت میں اپنے نبی کا نام بتاتے ہوں گے تبھی بخشش ہوتی ہوگی۔ دوزخ میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے وہ بچے گا جو اپنے نبی کا نام بتائے گا تو جس کا نبی کوئی نہیں ہوگا وہ نام کس کا بتائے گا۔ آئی سمجھ میں بات۔ نبی تھے تو بخشش ہوئی اور نبی تب ہوئے کہ حضور ﷺ کی ذات ہوئی تو آدم علیہ السلام کی امت بخشی عالم برزخ میں تب بخشی گئی کہ حضور ﷺ کا نام برزخ میں موجود تھا تو آدم علیہ السلام موجود ہوئے تو آدم علیہ السلام کا نام لیا تو تب بخشے گئے اور ہمارا جو زمانہ آیا

اور قبر کے اندر حساب ہوا تو قبر میں ہمیں اجر جو ملا ٹھنڈک جو ملی تو اس لئے ملی کہ محمد ﷺ کا نام لے لیا۔

اور بات بتاؤں کہ خدا کا نام بھی اس دنیا میں کوئی نہ لیتا جو محمد ﷺ کی ذات نہ ہوتی۔ خدا کا پتہ کسی کو نہ ہوتا جو حضور ﷺ کی ذات نہ ہوتی۔ بخاری صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی انسان نے اللہ تعالیٰ کو تلاش اپنی عقل سے کیا تو اس نے گائے کی دم کو پکڑ کر کہا یہ خدا ہے۔ سانپ کی کھوپڑی کو خدا کہا' پانی کے دھارے کو خدا کہا' چاند اور سورج کو خدا کہا' ستاروں اور بتوں کو خدا کہا' خدا کسی کو بھی سمجھ میں نہ آیا جب تک محمد ﷺ کی ذات سمجھ نہ آئی۔

دین کی اصل جڑ تو اللہ تعالیٰ کی ذات تھی لیکن توحید اس وقت تک سمجھ نہیں آتی جب تک نبی ﷺ کو نہ سمجھا جائے۔ خدا کا تصور انسان اس وقت تک صحیح نہیں کر سکتا جب تک نبی ﷺ کو نہ پہچانے۔ قبر میں ہماری بخشش تب ہوگی جب تک توحید کا پتہ ہوگا اور توحید تب سمجھ میں آئے گی جب رسالت کا پتہ ہوگا تو حضور ﷺ کی ذات رحمت اللعالمین ہوئی کہ اپنا پتہ بھی انہوں نے بتایا اور خدا کی پہچان بھی انہوں نے کرائی۔

عالم آخرت میں بھی حضور ﷺ رحمت ہوں گے۔ عالم آخرت کے متعلق ایک بات کہتا ہوں۔ کہیں غلط فہمی نہ ہو جائے لہٰذا غور سے سننا۔ حضور ﷺ دو شفاعتیں فرمائیں گے۔ ایک شفاعت حضور ﷺ نے فرمانی ہے قیامت کے دن پوری دنیا کے لئے۔ وہ شفاعت ابو جہل کے لئے بھی ہوگی' ابو لہب کے لئے بھی ہوگی۔ فرعون کے لئے بھی ہوگی' نمرود کے لئے بھی ہوگی' شداد کے لئے بھی ہوگی' ابلیس کے لئے بھی ہوگی اور سبھی کو حضور ﷺ کی شفاعت کا فائدہ پہنچے گا۔ اب اس کو سمجھو جب ساری دنیا قبروں سے اٹھائی جائے گی اور میدان قیامت میں جمع ہوگی اور سب دنیا سمجھ لے گی کہ وقت آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چپ ہو رہیں گے۔ یہ کیا منظر ہوگا یہ منظر ہوگا کہ تمام مقدمے والے کچہری میں پہنچ گئے' کچہری سے باہر بیٹھے ہیں لو چل رہی ہے' پانی کو ترستے ہیں' افسر آواز نہیں دیتا' کسی کو مقدمے کی' شام ہوگئی ہے' افسر چلا گیا ہے' اگلے دن پھر آئے ہیں' پیشی نہیں پڑتی' اگلے دن پھر آتے ہیں آواز نہیں پڑتی' اگلے دن پھر آتے ہیں آواز نہیں پڑتی' تو ایسے وقت میں مقدمے والے کہا کرتے ہیں' مار دیا اس مقدمے نے جب مقدمے کی پیشی نہ ہو تو مقدمے والے یہ کہا کرتے ہیں یار پیشی تو ہو جائے آگے جو کچھ ہوگا نپٹ لیں گے۔ میدان حشر ہوگا اللہ تعالیٰ حساب لیں گے نہیں اور دنیا عذاب میں مبتلا ہوگی۔ ہوش اڑے ہوئے ہوں گے۔ یہ پتہ نہیں ہوگا کہ میرے پاس عورت کھڑی ہے یا میری بہن جو بھائیوں کے لئے سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ اتنا پیار ہوتا ہے انہیں۔ اس

وقت کہیں گی کہ میرا کوئی بھائی وغیرہ تھا ہی نہیں دنیا میں۔ میں اکلوتی تھی اپنے والدین کی۔ کوئی یاد نہیں کرے گا کسی کو اور اللہ تعالیٰ حساب نہیں لیں گے۔ پچاس ہزار سال کا دن ہوگا۔

لوگ اکٹھے ہوں گے۔ ایک کمیٹی بنے گی کہ کوئی صورت کرو اللہ تعالیٰ حساب لے لیں چلو جی بابا جی کے پاس چلتے ہیں۔ بابا آدم علیہ السلام کے پاس جو ہر کسی کا بابا ہے۔ ہندوؤں کا بھی' سکھوں کا بھی' انگریزوں کا بھی' یہودیوں کا بھی' مسلمانوں کا بھی' آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے کہ تو بابا ہے ہم سب کا اللہ تعالیٰ سے کہہ دے حساب لے لیں۔ چاہے جنت میں بھیجے چاہے دوزخ میں جو چاہتا ہے کر لے حساب لے لے۔

آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ خدا نے مجھے ایک دانہ کھانے سے روکا تھا۔ وہ میں نے کھا لیا۔ میں تو شرم کے مارے اللہ تعالیٰ کے سامنے جا نہیں سکتا۔ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے کہ آپ کچھ کریں تو وہ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بخشش کی دعا کر بیٹھا تھا میں تو اللہ تعالیٰ کے سامنے جا نہیں سکتا۔ کوئی پیغمبر اور بے گناہ پیغمبر معصوم پیغمبر اور آدم علیہ السلام کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لم نجدله عزما." کہ آدم علیہ السلام نے تو میری نافرمانی کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا۔ صفائی خدا دیتا ہے لیکن آدم علیہ السلام کہتے ہیں میرا کیا منہ کہ اللہ سامنے جاؤں۔ چلتے چلتے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ فلاں قصور مجھ سے ہوا ہے بلکہ فرمائیں گے کہ دنیا نے مجھے خدا کا بیٹا کہا تھا اس لئے مجھے شرم آتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوں فرمائیں گے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جا نہیں سکتا۔ لیکن میں تمہیں راستہ بتاتا ہوں۔ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ باقی نبی راستہ کوئی نہیں بتاتا۔ اصل بات یہ ہے کہ باقی نبی نبی اور عیسیٰ علیہ السلام نبی بھی تھے لیکن وہ رحمت اللعالمین کی امت میں داخل ہو کر حضور ﷺ کی تعلیم حاصل کر چکے تھے۔ اس لئے ان میں رحمت کا وہ جذبہ پیدا ہو چکا تھا جو حضور ﷺ کی تعلیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ فرمائیں گے کہ میں راستہ بتاتا ہوں تم سب محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ اب ایک بات کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کے پاس جانے سے پہلے یہ لوگ گھبرائے کھڑے ہوں گے اور سوچیں گے کہ ایک ہی نبی باقی رہ گیا ہے سب کے پاس ہم پھر آئے کوئی نہیں مانا۔ اگر یہ بھی نہ مانیں تو کیا ہوگا۔ اس فکر میں کھڑے رہیں گے جائیں گے نہیں تو سوچیں گے کہ ان کے منوانے کی ترکیب سوچ کے جائیں۔ معلوم ہوا کہ اس وقت کے مسلمان بھی اور کافر بھی یہی کہیں گے کہ سمجھیں گے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے نہیں' تو سب سے کہیں گے کہ حضور ﷺ نے نہ مانا تو کیا کریں

گے؟ تو انہوں نے ایک سفارش تلاش کی۔ حضور ﷺ کو منانے کے لئے ایک سفارش وہ ہو جو اللہ تعالیٰ کو منوائے اور ایک سفارش وہ جو رسول اللہ کو منوائے۔

اس کی مثال ایسے ہے کہ حافظ جی ہوں تحصیل دار اور میں ہوں انکا دوست' کسی کا ان سے کوئی کام ہو تو سوچیں گے کہ مولوی محمد علی کو کہئے اب سوچیں گے کہ مولوی محمد علی کو کون کہے تو سوچیں گے کہ مولوی محمد علی کو حافظ علی محمد کہے تو دو سفارشیں چاہئیں۔ ایک حافظ علی محمد کو منوانے کے لئے کہ آپ کام کریں اور حافظ علی محمد کو کون منوائے محمد علی اور محمد علی کیسے جائے گا۔

اب انہیں دو سفارشیں چاہئیں ایک اللہ تعالیٰ کو منوانے کے لئے وہ تو محمد ﷺ ہیں اب محمد ﷺ کو کون منوائے حضور ﷺ کو منوانے کے لئے آدمی تو ہے کوئی نہیں کیونکہ حضور ﷺ کو منوانے کے لئے کوئی آدمی نہیں ملتا اس لئے حضور ﷺ کی صفت ختم نبوت کو بیان کریں گے سارے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں' آپ خاتم النبیین ہیں' حضور ﷺ کی صفت خاتم الانبیاء کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کریں گے تو معلوم ہوا کہ تمام کافر بھی اس وقت حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء تسلیم کریں گے۔ قیامت کا دن وہ دن ہو گا جب آدمی کی ہر صفت آدمی کو نظر آئے گی' چور کی چوری نظر آئے گی' نمازی کی نماز نظر آئے گی' اسی طرح حضور ﷺ کو دیکھ کر حضور ﷺ کی صفت ختم نبوت نظر آئے گی۔

اس لئے تمام لوگ حضور ﷺ کو خاتم النبیین ہونے کا واسطہ دے کر سفارش کروائیں گے۔ جو لوگ دنیا میں حضور ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے قیامت کے دن انہیں ختم نبوت کا واسطہ دے کر سفارش کروائیں گے تو حضور ﷺ مان جائیں گے۔ سارے ہی کہیں گے کہ اے محمد ﷺ اب تیرا ہی دروازہ ہے اور کسی کا نہیں جس کے پاس جائیں۔ حضور ﷺ فرمائیں گے بہت اچھا۔ میں آپ کی بات مانتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتا ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک اس دن اتنے جلال میں ہوں گے کہ میں جا کر منہ سے بولوں گا نہیں۔ میں سجدے میں گر جاؤں گا اور اللہ پاک کی وہ تعریف کروں گا جو کسی نے آج تک کی بھی نہ ہو گی اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں وہ تعریف کروں گا جو اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالے گا۔ اس تعریف کا علم مجھے اس وقت ہو گا۔ میں تعریف کروں گا بولوں گا نہیں اور انتظار کروں گا کہ رب تعالیٰ خود بولے گا تو بولوں گا۔ یہ مشکل کا وقت ہو گا۔ دیر تک سجدے میں رہیں گے ایک لفظ کہتا ہوں حضور ﷺ کے اتنے آنسو گریں گے کہ جیسے پانی سے آگ بجھتی ہے۔ حضور ﷺ کے آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ کا غصہ

ٹھنڈا ہو جائے گا۔ یعنی اپنے نبی ﷺ کو روتا دیکھ کر خدا تعالیٰ سہار نہ سکیں گے۔ حضور ﷺ بولیں گے نہیں کوئی بات بھی نہیں کریں گے روئیں گے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکم فرمائیں گے یا محمد ﷺ اسی لفظ کو دیکھئے یہاں حبیب نہیں کہا آج رسول نہیں کہا آج حضور ﷺ کو نام لے کر بلایا: " یا محمدارفع راسعك "اب نہ رو سر اٹھا کر کھڑا ہو۔ مانگ لے جو مانگے گا میں دے دوں گا۔ جس کی سفارش کرنی ہے کرلے میں واپس نہیں موڑوں گا۔ مقام اتنا اونچا ہو گا اللہ تعالیٰ کا کہ تمام نبی تھر تھراتے ہوں گے۔ حضور ﷺ بھی رو کر منوائیں گے بولیں گے نہیں اللہ تعالیٰ بولیں گے تو بولیں گے اور خدا نے فرمایا مانگ لے میں مان لوں گا۔ جس آدمی کے متعلق سفارش کرے گا میں منظور کرلوں گا۔ حضور ﷺ فرمائیں گے یا اللہ دنیا مشکل میں پڑی ہے' حساب لے لے جو فیصلے سنانے ہیں سنا دے۔ خدا تعالیٰ حکم دیں گے کہ لے آؤ لوگوں کے اعمال نامے۔ دفتر لے آؤ۔ حساب شروع ہو جائے گا۔

وہ تمام دنیا جو حشر کے عذاب میں پھنسی ہوئی تھی اس سے تو سارا جہان چھوٹ گیا۔ تو اسی لئے فرمایا: " ومارسلنك الا رحمة اللعالمين ۔ "اب سمجھ آئی بات۔

حساب سے قبل جو عذاب شروع تھا مشرکوں اور کافروں کا ختم کس سے ہوا۔ حضور ﷺ کی سفارش سے۔ کیونکہ اب حساب شروع ہو گیا۔ حساب شروع ہونے کے بعد نیکوں نے نیکی پائی بدوں نے بدی پائی۔ یہ حساب جو شروع ہو گا نہ شروع ہونے کا جو عذاب ہو گا اس کا نام ہے شفاعت کبریٰ۔

جب حساب شروع ہو جائے گا تو حضور ﷺ پھر سفارش کریں گے وہ اپنی امت کے لئے ہو گی اور اپنی امت کے مومنین کے لئے ہو گی۔ وہ کافروں کے لئے نہیں ہو گی یعنی جہنم سے بچانے کی سفارش کفار اور مشرکین کے لئے نہیں ہو گی تو فرمایا: " وماارسلنك الا رحمة اللعالمين ۔ "دل کہتا ہے کہ جب میزان شروع ہو جائے گا اور حضور ﷺ مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اس کا بھی تذکرہ کردوں۔ شفاعت کا مسئلہ شروع ہوا۔ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن میں آپ کو کہاں تلاش کروں گا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں ایک جگہ بیٹھا ہوں گا خوشی سے۔ فرمایا کہ مجھے تین جگہ تلاش کرنا۔ جہاں ترازو پر عمل تلتے ہوں گے وہاں تلاش کرنا' وہاں نہ ملوں تو حوض کوثر پہ دیکھنا اگر وہاں نہ ملوں تو پل صراط پر دیکھنا۔ اس لئے کہ کبھی مجھے فکر ہو گا کہ میری امت کے عمل تلنے میں کم نہ نکل رہے ہوں وہاں جا کے میں کھڑا ہوں گا اپنی امت کے عمل دیکھوں گا۔ پھر فکر ہو گا کہ میری امت کہیں پیاسی نہ کھڑی ہو تو

بقیہ صفحہ:50

تحریک پاکستان اور گروہ قادیان

تحریر: صادق علی زاہد

غیر منقسم پنجاب کے سی آئی ڈی سب انسپکٹر دبیر حسین رضوی تحریر کرتے ہیں کہ:

”8 جولائی 1947ء کو ڈپٹی انسپکٹر جنرل سی آئی ڈی مسٹر جینکس نے آپ (دبیر حسین رضوی) کو ایک اہم لفافہ وائسرائیگل لاج تک پہنچانے کے لئے دیا۔ آپ پنجاب سیکرٹریٹ میں سے باہر آئے تو آپ کی ملاقات ممتاز شاہنواز سے ہوگئی۔ انہوں نے یہ لفافہ دیکھ لیا جس پر جارج ایبل پرائیویٹ سیکرٹری کا پتہ درج تھا۔ قومی جذبے سے مغلوب ہو کر آپ نے یہ لفافہ کھولا تو اندر سے ایک اور لفافہ برآمد ہوا جس پر مسٹر لڈل چیف آف برٹش سیکرٹ سروس کا پتہ درج تھا۔ اس لفافہ کو کھول کر اس کی نقل قائداعظم کو پہنچادی گئی۔ 4 ستمبر 1947ء کو قیام پاکستان کے بعد روزنامہ پاکستان ٹائمز نے اسے شائع کردیا۔ 25 دسمبر 1976ء کو قائداعظم کی صد سالہ تقریب پیدائش کے موقع پر پاکستان ٹائمز نے قائداعظم نمبر شائع کیا تو متذکرہ خط پھر شائع کردیا گیا۔“

خط کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے:

8 جولائی 1947ء

”خفیہ اور ذاتی“ پنجاب کلب لاہور

میرے پیارے لڈل

”آپ کا خط نمبر 5 ایف 205 انڈیا 15 ڈی او جی محررہ 18 جون 1947ء

موصول ہوا۔پاکستان کے بارے میں سب کچھ طے پا چکا ہے تاہم دیگر حالات انتہائی مبہم ہیں۔پاکستان کی حتمی شکل کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور یہ بھی علم نہیں ہوا کہ اس میں حکومت کی ہیت کیا ہوگی۔یہ تو بدیہی امر ہے کہ مسٹر جناح مرکزی حیثیت اختیار کر جائیں گے اور پوری قوت ایک منتخب ٹولے کے پاس ہوگی لیکن ان میں سے ہر ایک کا منصب کیا ہوگا اس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ حالات کے پیش نظر ایسا موزوں وقت نہیں آیا جب ان افراد کی نشاندہی کی جا سکے یا ان سے روابط استوار کیے جا سکیں کیونکہ کچھ پتہ نہیں کہ کون لوگ سامنے آنیوالے ہیں۔

میرے خیال میں رابطہ افسر لائن پر کام کرنا درست رہے گا۔میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بہترین راستہ ہے لیکن "احمد" کو علم ہے کہ دہلی میں متعلقہ امور پر بحث کے دوران اسی انتظام کے بارے میں اتفاق رائے پا گیا تھا۔امید ہے کہ "احمد" کو پاکستان میں بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ چنانچہ وہ گذشتہ تصورات و نظریات سے پسپائی کو پسند کرے گا..............."

آپ کا مخلص: ڈبلیو این پی جینکس

(اردو ڈائجسٹ لاہور اپریل 1976ص 30)

قرائن سے واضح ہوتا ہے کہ "احمد" سے مرزا محمود احمد قادیانی مراد ہے اور دہلی میں اس کے ساتھ طے پائے جانے والے امور کا ذکر کیا گیا ہے۔انگریز کو امید تھی کہ پاکستان میں جلد "احمد" کو اہم مقام حاصل ہو جائے گا اور قادیان کو آزاد ریاست بنانے کے نظریے سے پسپائی کے بعد پاکستان کے کسی حصے میں یہ کھیل کھیلیں گے اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ مرزا محمود احمد قادیانی نے بلوچستان اور کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بنانے کی بھرپور کوشش کی۔(منیر انکوائری رپورٹ 1953ء)

بلوچستان میں مسٹر فل اور کشمیر میں پاکستان کے سی ان سی مسٹر گلانسی نے قادیانیوں کی بھرپور پشت پناہی کی۔(قادیان سے اسرائیل تک ص 188-189 از ابومدثرہ)

باونڈری کمیشن اور قادیانی گروہ

قادیانیوں کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم ہند ناگزیر ہو گئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر

آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی۔ حد بندی کمیشن جن دنوں پاکستان بھارت حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا اور مسلم لیگی و کانگریسی نمائندے اپنا اپنا موقف پیش کر رہے تھے تو باؤنڈری کمیشن اس وقت ورطہ حیرت میں پڑ گیا جب قادیانی گروہ نے اپنے بانی کی جنم بھومی قادیان کو ویٹی کن سٹی قرار دینے کا مطالبہ کر دیا۔

قبل ازیں مرزا محمود احمد قادیانی سربراہ قادیانی گروہ نے لندن مشن کے مبلغ مشتاق احمد باجوہ کی معرفت لیبر حکومت کو ایک میمورنڈم روانہ کیا جس میں درخواست کی گئی تھی کہ ''قادیان کو رومن کیتھولک پوپ کے شہر ویٹی کن سٹی کی طرح آزاد ریاست کا درجہ دے دیا جائے۔ لیکن لیبر حکومت کے سیاسی مدبر ہیرالڈ جے لاسکی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ کیونکہ متوقع قادیانی ریاست کی حیثیت ایک محصور علاقے کی سی بنتی تھی جس کا آزاد وجود تسلیم نہیں کیا جا سکتا تھا۔

مرزا بشیر احمد قادیانی نے سکھ لیڈر وریام سنگھ سے آزاد پنجاب کے سوال پر گفت و شنید کی اور پنجاب کو تقسیم ہونے سے بچانے اور قادیان کے تحفظ کے لئے کافی تگ و دو کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ (قادیان سے اسرائیل تک ص 186 بحوالہ الفضل قادیان، جون 1955ء)

لیبر حکومت کی طرف سے قادیان کو آزاد ریاست تسلیم نہ کئے جانے کے بعد قادیانیوں نے حد بندی کمیشن کو غلط اعداد و شمار پیش کر کے آزاد قادیان حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی۔ حد بندی کمیشن کو پیش کیے جانے والے میمورنڈم میں ہی قادیانیوں کے علیحدہ مذہب، سول و فوجی ملازمین کی مبالغہ آمیز تعداد و کیفیت اور آبادی کی تفصیلات درج ہیں۔ چند برس قبل حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی انگریزی کتاب ''پنجاب کی تقسیم'' کی جلد اول ص 428 تا 469 میں قادیانی عرض داشت اور اس کی جملہ تفصیلات درج ہیں۔ (قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ج اول ص 458)

قادیانیوں کے الگ محضر نامہ پیش کرنے کے نتیجہ میں قادیانیوں کا الگ ریاست کے قیام کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا البتہ باؤنڈری کمیشن نے اس محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ شمار کر دیا۔ اس طرح گورداسپور کا ضلع جس کی ہندو مسلم آبادی کا تناسب 49 اور 51 فیصد تھا (غیر مسلم 49 فیصد اور مسلمان بشمول قادیانی گروہ 51 فیصد) قادیانیوں کے علیحدہ شمار ہونے پر الٹ ہو گیا یعنی مسلمان 49 فیصد رہ گئے اور غیر مسلم 51 فیصد ہو گئے۔ اس طرح گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس اہم ترین علاقہ کو بھارت کے حوالہ کر دیا گیا اور نہ صرف یہ کہ گورداسپور پاکستان کے ہاتھ سے

نکل گیا بلکہ بھارت کو کشمیر تک پہنچنے کا آسان راستہ میسر آگیا جبکہ پاکستان کشمیر سے کٹ گیا۔

جناب سید نور احمد صاحب سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ پاکستان اپنی یادداشتوں (مارشل لاء سے مارشل لاء تک) میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر ریڈکلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ گورداسپور جو بہر حال مسلم اکثریت کا ضلع تھا قطعی طور پر پاکستان کے حصہ میں آرہا ہے لیکن جب ایوارڈ سے اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع شکر گڑھ۔ (مسئلہ کشمیر اور قادیانی امت ص90 از اختر کشمیری) ضلع گورداسپور کے سلسلہ میں ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ ظفر اللہ خان جو مسلم لیگ کی طرف سے حد بندی کمیشن میں وکالت کے فرائض سرانجام دے رہا تھا اس نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ الگ پیش کر کے مسلم لیگ کے موقف کو کمزور کر دیا اور اپنے موکل (مسلم لیگ) کی بجائے اپنی جماعت کے سربراہ کے حکم اور مفادات کو اولین ترجیح دی۔

حد بندی کمیشن کے ایک رکن جسٹس منیر (بعد میں پاکستان کے چیف جسٹس بھی بنے) کہتے ہیں:

"میرے لئے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ قادیانیوں نے علیحدگی کا اہتمام کیوں کیا............ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکر گڑھ کے لئے جو حقائق اور اعداد و شمار پیش کئے اس سے انہوں نے یہ پہلو اہم بتادیا کہ نالہ بھین اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقے غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اس دعوے کے لئے دلیل مسترد کر دی گئی کہ اس طرح نالہ اجھ اور نالہ بھین کا درمیانی علاقہ بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقہ ہمارے حصہ میں آگیا لیکن گورداسپور سے متعلق قادیانیوں نے ہمارے لئے مخمصہ پیدا کر دیا۔" (مسئلہ کشمیر اور قادیانی امت ص93)

آنجہانی ظفر اللہ خان قادیانی نے حد بندی کمیشن کے سامنے ایک سیاسی شاطر کا بھیانک کردار ادا کیا کیونکہ مسلم لیگ کا مقرر کردہ وکیل ہونے کے باوجود اس نے جماعت قادیان کی وکالت بھی کی۔ جناب جسٹس دین محمد صاحب کو ظفر اللہ خان قادیانی سے علیحدگی میں ملاقات کا موقع ملا۔ انہوں نے ظفر اللہ خان قادیانی کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ میمورنڈم میں مسلم لیگی مطالبات کو عجیب طرح پیش کیا گیا تھا جس کا نتیجہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ ظفر اللہ خان قادیانی نے جواب دیا۔ مسلم لیگ نے مجھے وکیل مقرر کیا

ہے مطالبات مرتب کرنا مسلم لیگ کا کام ہے۔ وکیل کا کام صرف موکل کے مطالبات کی وکالت کرنا ہے۔
ہفت روزہ چٹان لاہور 6 تا13 اگست 1984ء کو انٹرویو دیتے ہوئے معروف مسلم لیگی رہنما جناب میاں امیر الدین نے فرمایا:

"باونڈری کمیشن کے مرحلہ پر ظفر اللہ خان قادیانی کو مسلم لیگ کا وکیل بنانا مسلم لیگ کی بہت بڑی غلطی تھی جس کے ذمہ دار خان لیاقت علی خان اور چوہدری محمد علی تھے۔ نیز آگے چل کر آپ فرماتے ہیں: اس ظفر اللہ خان نے پاکستان کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ پٹھانکوٹ کا علاقہ اسی کی سازش کی بنا پر پاکستان کی بجائے ہندوستان میں شامل ہوا۔"

تقسیم ہند کے حوالہ سے چند چونکا دینے والے بیانات

1............ ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً غلط ہے۔ (خطبہ مرزا محمود احمد الفضل قادیان 13-12 اپریل 1947ء)

2............ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح دوبارہ متحد ہو جائیں۔ (تقریر مرزا محمود احمد الفضل قادیان 16 مئی 1947ء)

3............ ممکن ہے کہ عارضی طور پر کچھ افتراق ہو اور کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں (مسلم اور ہندو) الگ الگ رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہئیے کہ یہ دوری جلد دور ہو جائے بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔ (روزنامہ الفضل 17 مئی 1947ء)

قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کا کردار

قادیانیوں کی طرف سے ہر طرح کی رکاوٹ اور مشکلیں پیدا کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جب پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھر آیا تو اب قادیانیوں نے نئے انداز سے اس ملک کو صفحہ ہستی سے مٹانے اور بدنام کرنے کے منصوبے بنائے اس سلسلہ میں چند ایک حقائق وواقعات تحریر کرنے کے بعد میں اپنے مضمون کو ختم کردوں گا۔

ظفر اللہ خان قادیانی بطور وزیر خارجہ پاکستان

پاکستان کی پہلی کابینہ "اور پاکستان کیوں ٹوٹا" کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز وائسرائے کے دباؤ کے تحت قائداعظم محمد علی جناح کو بادل نخواستہ بعض ایسے فیصلے کرنے پڑے جن میں قادیانی وزیر خارجہ کا تقرر' جوگندر ناتھ منڈل کو وزیر قانون بنانا اور آزاد پاکستان کی افواج کا کمانڈر انچیف ایک انگریز (ڈگلس گریسی) کو بنانا شامل ہیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ظفر اللہ خان قادیانی کی باؤنڈری کمیشن میں پاکستانی موقف کی وکالت سے دل برداشتہ ہوکر قائداعظم انہیں کسی طرح بھی وزیر نہیں بنارہے تھے مگر انگریز وائسرائے نے اس کی تقرری پر بہت اصرار کیا بلکہ یہاں تک دھمکی دی کہ اگر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ نہ بنایا تو اختیارات کی منتقلی کا اعلان نہیں کیا جائے گا۔(سازشوں کا دیباچہ' قادیانیت از رائے کمال ص195)

قائداعظم نے ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ بنا تو لیا مگر اس کی کارکردگی سے کبھی مطمئن نہیں ہوئے۔1948ء میں راجہ صاحب محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر قائداعظم نے اپنے خدشات کا بر ملا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

قادیانی وزیر خارجہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں۔ میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات کرنے کے لئے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ ص475)

افسوس! کہ اس مناسب وقت سے قبل جس کا قائداعظم کو انتظار تھا آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مہاتما گاندھی کے قتل پر قادیانی سربراہ نے پنڈت نہرو کے نام تعزیت نامہ حلفیہ پیغام کے ساتھ ان الفاظ میں بھیجا:

"خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز (قادیان) سے زبردستی نکالا گیا ہے مگر ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں۔"

(مسئلہ کشمیر اور قادیانی امت ص95)

پاکستان پر قبضہ کرنے کے ارادے

صوبہ بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ میں تبدیل کرنے کی تجویز 1948ء میں مرزا محمود احمد قادیانی

خلیفہ قادیان نے ان الفاظ میں دی :

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے، لیکن تھوڑے آدمیوں کو احمدی بنانا تو کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اگر اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہوگا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں۔

پس میں جماعت کی توجہ اس بات کی طرف دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔"

(مرزا محمود احمد کا بیان الفضل 13 اگست 1948ء)

ربوہ کی ریاست

قائد اعظم کی وفات کے صرف تین دن بعد یعنی 14 ستمبر 1948ء کو انگریز گورنر فرانس موڈی کی خاص دلچسپی سے چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے 1033 ایکٹر سات کنال آٹھ مرلے اراضی انجمن احمدیہ کو ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے دے دی گئی۔ قادیانیوں نے اپنا مرکز قادیان سے ربوہ منتقل کرلیا اور حکومت پاکستان کے مقابلے میں ایک متوازی حکومت قائم کرلی۔ جماعت کا لیڈر امیر المومنین بن بیٹھا، وزارتوں کے مقابلہ میں نظارتیں قائم ہوگئیں، افواج پاکستان کے مقابلہ میں خدام الاحمدیہ کا ظہور ہوا اور ربوہ میں کسی غیر احمدی کا داخلہ قانوناً بند کردیا گیا۔

1952ء گذرنے نہ پائے

جنوری 1952ء کو قادیانیت کا سال قرار دیتے ہوئے قادیانی خلیفہ مرزا محمود احمد نے یہ اعلان مشتہر کروایا :

"ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ کام اور محنت کریں تو 1952ء میں ایک انقلاب برپا کرسکتے ہیں.......... 1952ء گزرنے نہ دیجئے کہ احمدیت کا رعب دشمن (مسلمان) اس رنگ میں محسوس نہ کرلے کہ اب احمدیت مٹائی

نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی گود میں آ گرے۔“(روزنامہ الفضل ربوہ 6جنوری1952ء)

ناسازی حالات

دوسرا قادیانی سربراہ محمود احمد پاکستان ختم ہو جانے کی حسرت دل میں لئے جب مرنے لگا تو وصیت کردی کہ مجھے عارضی طور پر ربوہ میں دفن کیا جائے اور بعد میں قادیان کے بہشتی مقبرہ میں میری قبر بنائی جائے۔اس کی جماعت نے وصیت نامہ اس کی قبر پر ان الفاظ کے ساتھ کندہ کروا کر لگوادیا:

”جب حالات ساز گار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے۔جماعت احمدیہ پر فرض ہے کہ وہ میری وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کرے۔“(سازشوں کا دیباچہ ص194ء از:رائے کمال)

ابھی چند برس قبل قادیانیوں نے مذکورہ کندہ شدہ الفاظ مرزا محمود کی قبر سے مٹائے ہیں۔

بقول شورش کشمیری مرحوم اواخر دسمبر1948ء میں پاکستانی فوج کے ایک لفٹیننٹ کرنل نے معروف احراری رہنما سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملاقات کی اور بیان کیا کہ ہم قیام پاکستان سے قبل قادیانیت سے متعلق علماء کرام کے تعاقب کو ایک فضول مذہبی جھگڑا سمجھتے تھے لیکن پاکستان بن جانے کے بعد جو حقائق ہمارے مشاہدے میں آئے ہیں اور جن تجربوں سے ہم گذر رہے ہیں وہ اتنے سنگین ہیں کہ پاکستان کی درجہ اول کی لیڈر شپ کے بعد:

(1)......پاکستان اپنی موجودہ ہیت کھو بیٹھے گا اور اس کا کوئی دوسرا نقشہ ہوگا۔

(2)............کسی نہ کسی طرح ہندوستان کی طرف پلٹ جائے گا۔

(3)............اس کی حیثیت ایک مرزائی ریاست کی سی ہوگی۔

ان تینوں میں جو شکل جس طرح قائم ہوگی اس کے پس منظر میں مرزائی ہوں گے۔اس غرض سے اندرون خانہ وہ اپنے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔(تحریک ختم نبوت از شورش کشمیری ص 87-86)

تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے ابتدائی ایام میں قادیانیوں کے کردار کی ایک جھلک میں نے دکھائی ہے۔قیام پاکستان سے لے کر اب تک یہ کتنے گھناؤنے کردار کے حامل رہے ہیں اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔البتہ تحریک ختم نبوت1953ء جنگ ستمبر1965ء جنگ دسمبر1971ء سقوط ڈھاکہ وزیراعظم لیاقت علی خان کے قتل،ضیاء الحق کے طیارے کا حادثہ جیسے اہم قومی سانحات کے پیچھے قادیانی سازشیں کارفرما ہیں۔

مرزا قادیانی کی تضاد بیانیاں

تحریر: مولانا محمد قاسم رحمانی

قول اول: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶ نیز اشعار مندرجہ نزول المسیح ص ۹۹، ۱۰۰ پر لکھتا ہے کہ میں تمام انبیاء سے افضل ہوں سوائے آنحضرت ﷺ کے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے تمام انبیا علیہ السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

تردید: اعجاز احمدی ص ۷۱ پر لکھتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ سے افضل ہوں۔ اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔ نیز تحفہ گولڑویہ ص ۴۰ طبع اول طبع ربوہ ص ۲۸ پر آنحضرت ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ پر اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے۔

قول اول: تذکرہ طبع دوم ص ۶۴۶ انجام آتھم ص ۶۲ پر لکھتا ہے کہ میں خدا کا باپ ہوں۔

عربی عبارت: "انا نبشرک بغلام حلیم مظہر الحق والعلا کان اللّٰہ نزل من السما۔" ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترے گا۔

نوٹ: جب مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا خدا ہوا تو مرزا قادیانی کیا ہوا؟۔

تردید: مرزا قادیانی اس کے برعکس اپنی مختلف کتب میں لکھتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ الاستفتا

ص ۸۲ عربی عبارت انت منی بمنزلة ولدی . تو مجھ سے میرے بیٹے کی مانند ہے۔ اربعین نمبر ۴ ص ۲۳ انتَ منی بمنزلة اولادی . تو مجھ سے میری اولاد کی مانند ہے۔ البشریٰ ج ۱ ص ۴۹ اسمع ولدی سن میرے بیٹے۔

قول اول : مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب البریہ ص ۱۶۲ پر لکھتا ہے کہ ہماری قوم مغل برلاس ہے۔

تردید : اسی کتاب کے ص ۱۶۲ حاشیہ پر لکھتا ہے کہ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے دادا فارسی الاصل ہیں۔

قول اول : میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۲، روحانی خزائن ص ۲۱۶ پر لکھتا ہے۔

تردید : کتاب تحفہ گولڑویہ ص ۱۲۷ پر لکھتا ہے کہ اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں۔

قول اول : مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب ایام الصلح ص ۱۶۸، ۱۵۳، روحانی خزائن ص ۳۹۴ پر لکھتا ہے کہ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔

تردید : مرزا غلام احمد قادیانی کتاب البریہ ۱۴۸ تا ۱۵۰ پر لکھتا ہے کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔

قول اول : مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب روحانی خزائن ۵۱۶ پر لکھتا ہے کہ میں انگریزی نہیں

بقیہ صفحہ :17پر

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور مرزا غلام احمد قادیانی

ادارہ

امام الانبیاء ﷺ کے گھر والوں کو اہل بیت کہا جاتا ہے۔ سید الکونین ﷺ کی اولاد کو امت میں عقیدت واحترام کا خاص مقام حاصل ہے۔ جناب رسالت مآب ﷺ کے بیٹے بچپن میں فوت ہوگئے تھے۔ حکمت ایزدی کے تحت آپ ﷺ کو اولاد نرینہ کی بجائے خاتم النبیین ہونے کا اعزاز بخشا گیا۔ حضور سرور کائنات رحمت دوعالم ﷺ کا نسب پاک آپ ﷺ کی پاکیزہ بیٹیوں کی وساطت سے آگے بڑھایا گیا۔ اہل بیت سے محبت جزو ایمان ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

"اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کریں۔ ان سے بھی محبت فرما۔"

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کے لئے جب آیات قرآنی نازل ہوئی تو سرکار دوعالم ﷺ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو لے کر میدان میں نکلے اور فرمایا:

"یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

حضرت عائشہ راوی ہیں کہ ایک روز جناب رسالت مآب ﷺ گھر کے صحن میں کملی اوڑھے ہوئے تھے کہ حضرت حسنؓ باہر سے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی کملی میں لے لیا۔ اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو بھی اپنی چادر میں لے لیا۔ جب حضرت حسینؓ آئے تو انہیں بھی کملی مبارک میں لے لیا۔ پھر فرمایا:

"پروردگار عالم! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ میرے مددگار ہیں۔ انہیں

نجاست سے اسی طرح پاک رکھیو جس طرح رکھنے کا حق ہوتا ہے۔“

سرتاج الانبیاء ﷺ نے ازواج مطہرات کو امت کی مائیں قرار دیا۔ حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا:...... ”میں علم کا شہر ہوں۔ علیؓ اس کا دروازہ ہے۔“ حضرت فاطمہؓ کے متعلق فرمایا:...... ”یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔“ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا:...... ”یہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

ایک مرتبہ جناب رسالت مآب ﷺ مسجد نبوی میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دونوں شہزادے حسنؓ اور حسینؓ مسجد میں داخل ہوئے۔ معصوم اور چھوٹے چھوٹے تھے کبھی گرتے کبھی اٹھتے۔ رحمت دوعالم ﷺ نے دیکھا تو خطبہ روک دیا۔ دونوں نواسوں کو اٹھایا' چوما اور پیار کیا۔ سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت حسینؓ کا جسم اور حضرت حسنؓ کی شکل جناب رسالت مآب ﷺ سے مشابہت رکھتی تھی۔ سرکار دوعالم ﷺ اہل بیت میں بالخصوص حضرت حسینؓ سے بہت پیار کرتے تھے۔ سیرت میں ہے کہ آقائے نامدار ﷺ حضرت حسینؓ کو چوما کرتے تھے اور سونگھا کرتے تھے۔ چومنا اولاد کی محبت کا فطری تقاضا تھا اور آپ ﷺ سونگھتے اس لئے تھے کہ جسم حسینؓ سے جنت کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

نواسہ رسول' جگر گوشہ بتول نے میدان کربلا میں دین کی بقاء' اسلام کی سربلندی کے لئے جرات وشجاعت' صبر واستقامت کا ایسا فقید المثال مظاہرہ کیا جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا:

ستم شعار تو دنیا سے مٹ گئے لیکن
جبیں دہر پہ یاد امام باقی ہے

مرزا غلام احمد قادیانی نے اہل بیت کی پاک طینت ہستیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے خبث باطن کا ثبوت دیا ہے۔ خاص طور پر حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ کی شان میں ایسی گستاخیاں کی ہیں کہ الحفیظ الامان۔ امت کے تمام علماء کرام نے ہر دور میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو خراج عقیدت پیش کیا اور جس بدزبان نے ان کے بارے میں زبان درازی کی۔ امت نے ان کی زبانوں کو لگام دی اور ایسے فرد کو مسلمان تسلیم نہیں کیا۔ دیکھئے نام نہاد احمدیت کا بانی' جھوٹا مدعی نبوت' خودساختہ مسیح موعود' ان پاک دامن' پاکباز' جنت کی بشارت پانے والے اہل بیت اطہار خاص طور پر حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ کے بارے میں کیا زبان درازی کرتا ہے اور کس طرح امت کی ان برگزیدہ ہستیوں کی

شخصیات کو داغدار بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ پڑھئے اور نعوذباللہ پڑھتے رہئے۔ کانوں کو ہاتھ لگایئے اور ایسے شخص سے بے زاری کا اعلان کیجئے۔ کیا ایسے بدطینت شخص کو زیب دیتا ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے یا نام نہاد احمدیت کو اسلام کا ایک فرقہ قرار دے۔ ہرگز نہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کا ہر فرقہ ہر مسلک ہر جماعت ان تمام خرافات سے برات کا اظہار کرتی ہے۔ مرزا طاہر قادیانی فیصلہ کرے کہ کیا یہی وہ اسلام ہے جس کا اظہار آپ اپنی قادیانی جماعت کی طرف سے کرتے ہیں؟۔

ملاحظہ کریں مرزا غلام احمد قادیانی کے اہل بیت کے بارہ میں توہین آمیز کلمات:

❖............ ”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علیؓ) کی تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات ۲ ص ۱۳۲ ج ۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

❖............ ”اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں! اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔“

(اعجاز احمدی ص ۵۲ خزائن ص ۱۶۴ ج ۱۹)

❖............ ”اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۷۰ خزائن ص ۱۸۱ ج ۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

❖............ ”اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ص ۱۹۳ ج ۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

❖............ ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس (ذکر حسین) گوہ کا ڈھیر ہے۔ (معاذاللہ)“

(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ص ۱۹۴ ج ۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

❖ ...."

کربلائے است سیر ہر آنم

صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: ...."میری سیرت ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (۱۰۰) حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں۔"

(نزول المسیح ص ۹۹' خزائن ص ۷۷ ج ۱۸' از مرزا قادیانی)

❖ ...."اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء ص ۱۷' خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸' از مرزا غلام احمد قادیانی)

❖ ....حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) ص ۱۱' خزائن ص ۲۱۳ ج ۱۸' از مرزا قادیانی)

اے مسلمان!

حضرات اہل بیت کے متعلق قادیانی عقائد آپ نے ملاحظہ کئے۔ کیا ان کفریہ عقائد کے حامل قادیانی گروہ سے مراسم آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس سے دشمنی کا نتیجہ تو نہیں؟ ورنہ آپ ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے!!!

☆......☆......☆

بقیہ: خطاب حضرت جالندھریؒ

حوض کوثر پر چلا جاؤں گا۔ پھر سوچوں گا کہ پل صراط سے پھسل کے گر نہ رہے ہو وہاں پہنچوں گا۔ اس دن تو میں امت کے غم میں بھاگا پھروں گا میں ایک جگہ پہ تو نہیں ہوں گا۔

غرض حضور ﷺ سراپا رحمت تھے۔ تمام جہانوں کے لئے رحمت تھے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو دنیا و آخرت میں، حضور ﷺ کی رحمتوں سے بھرپور نفع اٹھانے کا سلیقہ نصیب فرمائیں۔ آمین!

مکتوبات اکابر

مکتوبات حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

ادارہ

(1)

☆............انبیاء علیہم السلام کسی کے شاگرد نہ تھے بلکہ امی تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے کئے استاد تھے۔ اس لئے قادیانی یہ اصول کہ انبیاء ”امی“ ہوتے ہیں تسلیم نہیں کرتے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر دامت برکاتہم نے حضرت شیخ بنوریؒ کو عریضہ تحریر کر کے اس سلسلہ میں حوالہ کے لئے استدعا کی۔ حضرت بنوریؒ نے جواب میں تحریر فرمایا:

بسمہ تعالیٰ!

برادر محترم! زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا خط بہت دنوں سے آیا تھا۔ جواب میں تاخیر عادت ثانیہ بن گئی ہے۔ پھر اتفاق سے آپ کا خط کہیں گم ہو گیا تھا۔ پھر لفافہ (جوابی) ملا اور مکتوب نہ مل سکا۔ بہر حال مضمون یاد تھا۔ جواب عرض ہے۔ ”نبی امی“ نبی کریم ﷺ کا لقب ہے۔ بطور لقب کے آپ ﷺ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ معنی وضع کے اعتبار سے ہر نبی امی ہوتا ہے۔ قرآن میں صراحۃً اس کی دلیل نہیں۔ البتہ استنباطاً متعدد مقامات پر ہے اور صحاح ستہ میں بھی حدیث نہیں ہے۔ البتہ حدیث صحیح بروایت صحیح ابن حبان حافظ منذری کی ترغیب والترہیب کے اندر موجود ہے۔ صحیح ابن حبان کی حدیث کا درجہ اجمالاً سنن اربعہ سے اونچا ہے اور بہر حال صحیحین کے بعد اس کا درجہ ہے۔ انس بن مالکؓ کی روایت سے

حدیث مرفوعاً مروی طویل حدیث ہے اس میں ہے کہ :"فیجئی منادیا ینادی این النبی الامی ۰ قال فتقول الانبیاء کلنا نبی امی ۰ فالی این ارسل فیرجع الثانیة فیقول این النبی الامی العربی قال فینزل محمد ﷺ .... الخ" یہ حدیث صحیح صریح دلیل ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام امی ہوتے ہیں۔ فخذھا وکن من الشاکرین!

والسلام!

محمد یوسف بنوری عفاء اللہ عنہ

۲ ربیع الاخر

(2)

☆......... مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے حضرت بنوریؒ کو لکھا کہ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں اور شوریٰ کی رکنیت قبول فرمائیں۔ تو اس کے جواب میں حضرت بنوریؒ نے یہ خط تحریر فرمایا:

گرامی آثار جناب محترم! زید معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

نامی گرامی کاشف احوال ہوا۔ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں ہر مقدورہ خدمت کے لئے بفضلہ تعالیٰ تیار ہوں۔ جب تاریخ مقرر ہو جائے مطلع فرمائیں۔ اس سلسلہ میں ایک اہم خدمت سرانجام دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور تکمیل تک پہنچائیں۔

والسلام!

محمد یوسف بنوری عفی عنہ

نوٹ : جس اہم خدمت کا تذکرہ ہے ان دنوں آپ باہر کی دنیا کے ذمہ دار طبقہ سے فتنہ قادیانیت کے لئے خط وکتابت کر رہے تھے۔ آپ ہی کی کاوشوں سے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے آگے چل کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔

(3)

☆............ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے وصال کے بعد جب شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر بنایا گیا تو آپ کی قیادت میں تحریک ختم نبوت 1974ء کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ تو ضرورت محسوس ہوئی کہ اب دفتر مرکزیہ ملتان میں ایک ایسی علمی شخصیت کو بٹھایا جائے جو علمی طور پر تحریر کے ذریعہ قادیانیوں کا احتساب کرے۔ ان دنوں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مدرس تھے۔ حضرت بنوریؒ نے آپ کا ملتان دفتر مرکزیہ کے لئے تقرر فرمایا۔ اس ضمن میں ۱۱ رمضان ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۷۴ء کو حضرت بنوریؒ نے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو ذیل کا والا نامہ تحریر فرمایا:

باسمہ تعالیٰ!

گرامی الطاف محترم! زادکم اللّٰہ توفیقاً الی کل خیر

تحیۃ وسلاما واشواقا

نامہ کرم باعث امتنان ہوا۔ مکان کے مسئلہ نے قدرے متفکر بنایا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی۔ بندہ شوال کے ابتدا میں حاضر ہوتا اور مشکل حل کرنے پر غور کرتا لیکن کوئی صورت فی الحال ایسی محسوس ہو رہی ہے کہ شاید حرمین شریفین جانا ہوگا اور اگر جانا ہوا تو چند دنوں کے لئے جانا ہوگا۔ مراجعت شوال کے اواخر میں ہوگی۔ بہر حال بھائی میر عالم خان صاحب (لغاری) سے عرض کرتا ہوں کہ وہ خود (ملتان) آئیں اور مکان تلاش کریں۔ مولانا حبیب اللہ جامعہ رشیدیہ کو عریضہ لکھ دیا ہے کہ شوال سے مولانا محمد یوسف صاحب کا تقرر مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے کیا گیا ہے۔ آپ بھی شریک اجر ہوں گے۔ اس وقت بہت مشغول ہوں ورنہ تفصیل سے لکھتا۔

والسلام!

بنوری عفی عنہ

۱۱ رمضان ۱۳۹۴ھ

(4)

☆............ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ سے کہیں کسی نے سوال کردیا کہ حضرت بنوریؒ نے مولانا ابوالکلام کو کافر کہا ہے۔ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے حضرت بنوریؒ کو عریضہ لکھا۔ جس کے جواب میں شیخ بنوریؒ نے تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی مفاخر محترم! زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

نامہ مکارم نے ممنون فرمایا یتیمۃ البیان (میں) میں نے اہل حق واہل زیغ کی تفاسیر کے ذیل میں ابوالکلام کے ترجمان القرآن پر تبصرہ کے عنوان میں تنقید کی ہے اور سخت کی ہے۔ لیکن کافر یا ملحد کوئی کلمہ موجود نہیں۔ یہ ان (معترض) کا اضافہ ہے۔ یتیمۃ البیان کے چند نسخے مستقل بھی طبع کرائے تھے۔ مجلس علمی میں نسخہ نکل آئے گا۔ مولانا طاسین سلمہ سے کہہ دیا ہے وہ کل پرسوں تلاش کر کے ارسال خدمت کردیں گے۔ مطمئن رہیں پوری کتاب مشکلات القرآن دستیاب نہیں ہوئی اور اس سے کوئی مسئلہ متعلق بھی نہیں۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگی۔

والسلام!

محمد یوسف بنوری عفاء اللہ عنہ

بقیہ: انتقال

تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں سے آپ کا محبت کا زندگی بھر تعلق رہا۔ تمام دینی تحریکوں میں آپ کا مجاہدانہ کردار رہا۔ آپ کی زندگی جہاد' تبلیغ ودفاع دین سے مرصع تھی۔ اہل حق کے قافلہ کے بے باک رہنما تھے۔ کچھ دنوں سے طبیعت میں معمولی اتار چڑھاؤ رہا۔ جلد کی بیماری کے علاج کے لئے بہاول پور تشریف لے گئے۔ چیک اپ ہوا۔ ایک دوست کے مکان پر قیام کے دوران اللہ رب العزت کو پیارے ہوگئے۔ اگلے روز حاصل پور کی مرکزی جامع مسجد میں آپ کا جنازہ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف مولانا اللہ وسایا نے تعزیت کی۔ اللہ رب العزت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

دارالافتاء ختم نبوت

ادارہ

کافر‘ زندیق مرتد کا فرق

سوال......

(۱)......کافر اور مرتد میں کیا فرق ہے؟۔

(۲)......جو لوگ کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہوں وہ کافر کہلائیں گے یا مرتد؟۔

(۳)......اسلام میں مرتد کی کیا سزا ہے؟ اور کافر کی کیا سزا ہے؟۔

جواب......جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو کافر اصلی کہلاتے ہیں۔جو لوگ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہو جائیں وہ "مرتد" کہلاتے ہیں اور جو لوگ دعویٰ اسلام کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں اور قرآن وحدیث کے نصوص میں تحریف کر کے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں انہیں "زندیق" کہا جاتا ہے اور جیسا کہ آگے معلوم ہو گا ان کا حکم بھی مرتدین کا ہے بلکہ ان سے بھی سخت۔

(۲)............ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے اس لئے جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن وسنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں وہ مرتد اور زندیق ہیں۔

(۳)............مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائی اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے پکا سچا مسلمان بن کر رہنے کا

عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کر دیا جائے۔ جمہور آئمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرتد عورت اگر توبہ نہ کرے تو اسے سزائے موت کے بجائے حبس دوام کی سزا دی جائے۔

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یا نہیں؟۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کرلے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ وہ بہر حال واجب القتل ہے۔ امام احمدؒ سے دونوں روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کرلے تو قتل نہیں کیا جائے گا اور دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی سزا بہر صورت قتل ہے۔ خواہ توبہ کا اظہار بھی کرے۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے از خود توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور سزائے قتل معاف ہو جائے گی لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا اعتبار نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندیق، مرتد سے بدتر ہے کیونکہ مرتد کی توبہ بالاتفاق قبول ہے لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعد جو لوگ مرتد ہو گئے

سوال...... عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا اور تم میں سے چند لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے یہاں تک کہ میں ان کو (کوثر کا) پیالہ دینا چاہوں گا تو وہ لوگ میرے پاس سے کھینچ لئے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا اے میرے پروردگار! یہ لوگ تو میرے امتی ہیں تو خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور ہوشیار رہو چند آدمی میری امت کے لائے جائیں گے اس وقت میں کہوں گا اے رب یہ تو میرے امتی ہیں۔ اللہ کی جانب سے ندا آئے گی کہ تو نہیں جانتا انہوں نے تیرے بعد کیا کیا۔ یہ لوگ (امتی) تیرے (محمد ﷺ) جدا ہونے کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔

مذکورہ بالا دو احادیث مبارکہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیں ان احادیث مبارکہ میں جن لوگوں کو صاف لفظوں میں مرتد اور بدعتی کہا گیا ہے وہ لوگ کون ہیں؟

جواب...... ان کا اولین مصداق وہ لوگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کے بعد مرتد ہوگئے تھے اور جن کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جہاد کیا ان کے علاوہ وہ تمام لوگ بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے دین میں گڑبڑ کی نئے نظریات اور بدعات ایجاد کیں۔

مرتد کی توبہ قبول ہے

سوال...... ہمارے چچا نے آج سے ۳۰ سال قبل ایک عیسائی عورت سے نکاح کیا تھا اور ان کے پادری کی شرائط کو مانتے ہوئے دین اسلام کو چھوڑ کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا اور اپنا سابقہ اسلامی نام عبدالجبار ختم کر کے عیسائی نام پی ایل مارٹن رکھا تھا۔ ان کے تین لڑکے بھی ہیں جو اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں لیکن ان کے نام عیسائیوں والے ہیں۔ اب ہمارے چچا کہتے ہیں کہ میں دوبارہ مسلمان ہوگیا ہوں اور انہوں نے اپنا سابقہ نام عبدالجبار پھر اختیار کرلیا ہے اور اب باقاعدگی سے فجر کی نماز اور جمعہ کی نماز بھی ادا کرتے ہیں جبکہ ان کے جاننے والوں کا کہنا ہے کہ وہ مسجد میں آنے کا حقدار نہیں کیونکہ یہ شخص اب ساری عمر کے لئے مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس کی زوجہ نے بھی دین اسلام قبول کرلیا ہے اور اپنا اسلامی نام راحیلہ رکھا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ شریعت اور حدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ کیا یہ دونوں میاں بیوی اب مسلمان سمجھے جائیں گے یا نہیں؟۔

جواب...... جو شخص (نعوذباللہ) دین اسلام سے پھر جائے اور کوئی دوسرا مذہب اختیار کرلے وہ مرتد کہلاتا ہے اور مرتد اگر سچے دل سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرلے تو اس کی توبہ صحیح ہے اور وہ مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اس لئے اگر آپ کے چچا نے بیوی بچوں سمیت اسلام قبول کرلیا ہے تو ان کے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ کیا جائے۔ ان کو مسجد سے روکنا غلط ہے ان کے لڑکوں کے نام تبدیل کر کے مسلمانوں کے نام رکھ دیئے جائیں اور پورے خاندان کو چاہئے کہ پنجگانہ نماز اور دین کے دیگر فرائض وواجبات کی پوری پوری پابندی کریں اور دینی مسائل بھی ضرور سیکھیں۔

☆......☆......☆

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

شمالی مغربی ہریانہ میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی جمیلہ...... متعدد افراد قادیانیت سے تائب ہو کر دین اسلام میں داخل ہوئے

رپورٹ (قاری خورشید عالم انڈیا) شہر انبالہ' جیند' مصار' سرسہ وغیرہ کے اطراف میں عوام کی غفلت اور جہالت سے فائدہ اٹھا کر قادیانیوں نے اپنی ریشہ دوانیاں تیز کر دی تھیں لیکن الحمد للہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء صوبہ ہریانہ کی کامیاب کوششوں سے جوں جوں عوام و خواص پر قادیانی لٹیروں کی حقیقت واضح ہو رہی ہے لوگ تائب ہو کر دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں اور قادیانیت پر لعنت برسا رہے ہیں۔ اس کی کچھ مختصر سی رپورٹ جمعیت علماء صوبہ ہریانہ کے ذمہ دار جناب قاری جمشید صاحب نے مجلس کو ارسال کی ہے جو بغرض افادہ قارئین شریک اشاعت ہے۔ ایک کشمیری قادیانی مبلغ ضلع انبالہ میں مسلمانوں کو بہکا کر قادیانی (مرتد) بنانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ احقر نے آپ بزرگوں کی دعاؤں سے مسلم کالونی انبالہ و سپیڑہ سے اسے ہٹا دیا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے اس قادیانی پنڈت سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ مسلم کالونی میں یٰسین ٹھیکیدار جو کہ ہریانہ مسلم ویلفیر سوسائٹی کا نائب صدر ہے اس کو قادیانیوں نے اپنے صرفہ سے میاں بیوی کو حج کرانے کا لالچ دے رکھا تھا مگر اب بظاہر اس کے گھر بھی قادیانیوں کی آمد و رفت بند ہے۔ صوبہ ہریانہ میں جہاں سے مسلمان 1947ء میں اکثر پاکستان منتقل ہو گئے تھے اور جو کچھ مزدور قسم کے مسلمان رہ گئے تھے وہ بھی مرتد ہو گئے تھے۔ الحمد للہ اب وہ تبلیغی جماعت اور جمعیت علماء ہند کے اکابر کی جدو جہد و مساعی سے دوبارہ اسلام میں واپس آ رہے ہیں۔ جیند شہر جہاں کل ایک لاکھ آبادی میں پانچ ہزار مسلمان ہیں ان کے اپنے مکانات اور کاروبار بھی ہیں وہاں بہت سے مسلمانوں نے اپنے نام بھی بدل رکھے ہیں۔ قادیانیوں نے وہاں موقع سے فائدہ اٹھا کر بے چارے بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ الحمد للہ حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ اور مولانا شاہ عالم نائب ناظم کل ہند

مجلس تحفظ ختم نبوت کے حالیہ دورہ کی برکت سے رامپال نامی شخص کا پورا گھرانہ جماعت کے ساتھیوں کی دعوت پر صدق دل سے مسلمان ہوگیا ہے۔ چنانچہ عیدالفطر کی نماز ادا کرنے کے لئے اپنے پورے خاندان کے ہمراہ شہر کی عیدگاہ میں حاضر ہوا۔ علاوہ ازیں شیسپال نامی ایک اور شخص بھی قادیانیت سے تائب ہوا ہے۔ ایک موقع پر قادیانیوں نے اپنے جلسہ جیند میں مستری روشن قادیانی کو بیان کرنے کو کہا تو اس نے ہریانوی زبان میں قادیانیوں کے کچھ رازہائے سربستہ کا اس انداز میں انکشاف کیا کہ جلسہ میں موجود غیر مسلم لوگ بھی چوکنے ہوگئے ہیں۔ قادیانیوں نے اب اس مستری کو اپنی جماعت سے نکال دینے کی سزا دی ہے۔

الحمدللہ جیند کے مسلمانوں میں کافی حد تک اب بیداری آچکی ہے۔ جیند' حصار' بھوانی' سرسہ' فتح آباد وغیرہ کے علاقوں میں دینی مدراس کی سخت ضرورت ہے۔ مدارس نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینے سے محروم ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہورہے ہیں۔ امید ہے کہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند اور جمعیت علماء ہند کے اکابر اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

دفتر مرکزیہ ملتان میں مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس مولانا بشیر احمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ' مولانا خدا بخش' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل' مولانا عبدالعزیز' مولانا غلام حسین' مولانا عبدالحکیم' مولانا محمد علی صدیقی' مولانا عبدالرزاق' مولانا مفتی خالد میر' مولانا مفتی محمود الحسن' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا امام الدین قریشی' حافظ محمد ثاقب' مولانا محمد قاسم' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا محمد عارف ندیم' مولانا محمد اسحٰق ساقی' مولانا محمد طیب فاروقی' مولانا محمد حسین ناصر' مولانا خان محمد جمالی' مولانا عبدالکریم' حافظ احمد بخش صاحب سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

اجلاس میں مسلمانوں کی ووٹر لسٹوں میں قادیانی ناموں کے اندراج پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ قادیانی قرآن و سنت' اجماع امت اور آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم اقلیت ہیں۔ انہیں مسلمانوں کی لسٹوں میں لکھنا جہاں قرآن و سنت کی مخالفت ہے وہاں آئین پاکستان پر تیشہ زنی کے مترادف ہے۔ پورے ملک میں سے ایسی شکایات آرہی ہیں اور یہ بھی شکایات سامنے آرہی ہیں کہ جب مجاز اتھارٹی سے شکایت کی جاتی ہے تو متعلقہ ادارے کے ذمہ داران ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ جس سے قوم یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ

حکومت قادیانیوں کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کر کے مسلمان امیدواران کو بلیک میل کرنے کی راہ ہموار کر رہی ہے۔ اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کے نام مسلم لسٹوں سے الگ کر کے اپنی آئینی ذمہ داری پوری کرے۔ اس مسئلہ پر غور و خوض اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لئے عنقریب آل پارٹیز مجلس عمل میں شامل تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں کی میٹنگ بلانے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ اجلاس میں وفاقی وزیر بلدیات عمر اصغر خان کے اٹارنی جنرل پاکستان کے نام خط پر شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وفاقی وزیر نے خط تحریر کر کے توہین عدالت کا ارتکاب کیا ہے۔ سیشن کورٹ کے فیصلہ کے خلاف کذاب یوسف کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل زیر سماعت ہے۔ نیز اپیل کے دوران وزیر کا بیان عدالت پر اثر انداز ہونے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانان پاکستان حضور سرور کائنات ﷺ کی شان اقدس میں دریدہ دہنی نہ تو برداشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی گستاخ رسول ﷺ کے طرف دار کو۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ وفاقی وزیر کو وزارت سے علیحدہ کیا جائے۔ ورنہ حکومت پاکستان کو دینی جماعتوں کے شدید رد عمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ تک کذاب کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا جائے گا۔

قادیانیت سے لاتعلقی کا اعلان

جناب جاوید اقبال خان ڈاکٹر ہومیو پیتھی کا پورا خاندان ماں' باپ' بہن' بھائی قادیانی ہیں۔ خود بھی قادیانی جماعت کی مختلف تنظیموں کے عہدوں پر رہا اور قادیانیت کا پرجوش داعی تھا۔ قدرت حق نے دستگیری فرمائی۔ قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔ اب وہ عقیدہ ختم نبوت کے بے لوث مبلغ ہیں۔ ذیل کی تحریر انہوں نے خاص و عام کی اطلاع کے لئے لکھ کر دی ہے۔

منکہ جاوید اقبال ولد ڈاکٹر اقبال احمد خان ذات پٹھان پیشہ ہومیو ڈاکٹر بعمر 40 سال ساکن مکان نمبر 136/23 محلہ دو سے والہ ڈیرہ غازی خان روڈ مظفر گڑھ شہر تحصیل و ضلع مظفر گڑھ قومی شناختی کارڈ نمبر 315-88-042026 کا ہوں۔ حلفاً بیان کرتا ہوں کہ من مخلف ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت اور آپ ﷺ کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہونے پر کامل یقین رکھتا ہوں۔ حلفاً بیان کرتا ہوں کہ من مخلف کے والدین اور بھائی بہن مرزائی' قادیانی ہیں۔ مگر

من محلف کا اپنے والدین اور بھائی بہن کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ من محلف انہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور ان کے عقائد سے لاتعلقی اور بے زاری کا اظہار کرتا ہے۔ حلفاً بیان کرتا ہوں کہ من محلف اسلامی عقائد اور تعلیمات کے مطابق اپنی زندگی بسر کر رہا ہے اور من مقر کا حتمی فیصلہ ہے کہ من محلف کی وفات کے بعد من محلف کی تجہیز و تکفین اور تدفین اسلامی تعلیمات کے مطابق اور مسلمان بھائیوں کے ہاتھ سے ہو۔ من محلف کے تجہیز و تکفین اور تدفین ہر گز مرزائیت' قادیانیت کے طور طریقوں کے مطابق نہ ہو اور نہ مرزائیوں' قادیانیوں کے ہاتھ سے ہو اور نہ ہی اس عمل میں کوئی مرزائی' قادیانی شامل ہو کیونکہ من محلف کو مرزائیت' قادیانیت سے شدید نفرت ہے۔ حلفاً بیان کرتا ہوں کہ من محلف کا مندرجہ بالا بیان حلفی محلف کے علم و یقین سے بالکل درست ہے اور کوئی امر پوشیدہ نہیں رکھا گیا ہے۔

سندھ میں ختم نبوت کانفرنسوں سے مبلغین کا خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے زیر اہتمام گھوٹکی' پنو عاقل' سکھر' لاڑکانہ' کنڈیارو' گمبٹ' محراب پور' بھریا روڈ' شہداد پور' حیدر آباد' جھڈو' کنری میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا خان محمد جمالی' مولانا محمد حسین ناصر' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا محمد علی صدیقی کے علاوہ دیگر مقامی علماء کرام کی ایک بہت بڑی تعداد نے خطاب کیا۔ کانفرنسوں میں حاضری اور جذبہ قابل دید تھا۔ الحمد للہ! تمام پروگرام بہت کامیاب رہے۔

مولانا بشیر احمد کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کی بڑی ہمشیرہ کا گزشتہ ماہ قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تعزیت کے لئے مولانا خدا بخش' مولانا اللہ وسایا' رانا محمد طفیل جاوید مولانا کے گاؤں فاضل پور گئے۔ حق تعالیٰ مرحومہ کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

حضرت مولانا قاضی قمر الدین کا سانحہ ارتحال

جامعہ محمودیہ حاصل پور کے بانی حضرت مولانا قاضی قمر الدین گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ مولانا قاضی قمر الدین بہت بڑے عالم دین اور بزرگ رہنما تھے۔ جمعیت علماء اسلام مجلس تحفظ ختم نبوت سمیت

بقیہ صفحہ: 54 پر

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ

نام کتاب : کتابیات طیبؒ

مصنف : قاری بشیر حسین

صفحات : 50

قیمت : درج نہیں

ملنے کا پتہ : مکتبہ حامدیہ نواں شہر ایبٹ آباد

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کے رشحات قلم کی مکمل فہرست اس مقالہ میں جمع کردی گئی ہے۔ ابتداء میں سن وار حضرت قاری صاحبؒ کا سوانحی خاکہ دیا گیا ہے۔ تصنیفات 'تالیفات' تقاریظ' پیش لفظ' تصدیقات' تاثرات' مکتوبات' خطبات' ملفوظات' مضامین و مقالہ جات کی مکمل فہرست بمع مختصر تعارف کے اس کتابچہ میں شامل کر کے بہت بڑی علمی خدمت سرانجام دی گئی ہے۔ آخر میں جن کتب و رسائل میں حضرت قاری صاحبؒ کا تذکرہ آیا ہے اس کی باحوالہ فہرست مرتب کردی گئی ہے۔ محترم قاری شبیر حسین ڈبل ایم اے اور گورنمنٹ کالج شیرون کے شعبہ اردو کے پروفیسر ہیں۔ اپنے مقالہ کو خوب محنت سے ایک تاریخی و علمی دستاویز بنادیا ہے۔ کرد مو کارڈ کا مجلد یہ کتابچہ تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے نشان منزل کا کام دے گا۔

نام کتاب : رد قادیانیت کے زریں اصول

مصنف : افادات مولانا منظور احمد چنیوٹی / ترتیب مولانا سلمان منصور پوری

صفحات : 432

قیمت : 150/=

ملنے کا پتہ : ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رد قادیانیت کے محاذ کے ایک عظیم جرنیل ہیں۔ آپ کو قدرت نے جو قبولیت عامہ و تامہ اندرون وبیرون ملک نصیب کی ہے وہ قادیانیت کے لئے سوہان روح ہے۔ 1991ء میں دارالعلوم دیوبند میں رد قادیانیت پر ایک کلاس کا اہتمام کیا گیا۔ آپ نے وہاں پر جو کچھ پڑھایا وہ مناسب ترمیم واضافہ کے بعد شائع کردیا گیا ہے۔ اب مولانا نے بہت ہی مفید اضافہ کے بعد بڑی آب و تاب سے اسے شائع کیا ہے۔ 171 صفحات تک تقاریظ اور مقدمہ کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ 261 صفحات میں مولانا کے ان دروس کو قلمبند کیا گیا ہے۔ ملکی وغیر ملکی شخصیات کی تقاریظ و تصدیقات سے یہ کتاب مزین ہے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ کا مقدمہ کتاب کے لئے جسم جان کا درجہ رکھتا ہے۔ اس عنوان پر کام کرنے والوں کے لئے گرانقدر تحفہ ہے۔ طباعت وغیرہ میں بہت اعلیٰ ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔

دوائیں آپ کے دروازے پر

گھر بیٹھے صرف 20 روپے یومیہ علاج کرائیں۔ عمر' بیماری کی علامت اور مدت مرض' بھوک کیسے لگتی ہے۔ دوا کم از کم پندرہ یوم کی منگائیں۔ -/300 روپے کا ارجنٹ منی آرڈر بھیجئے۔ وقت بچایئے صحت پایئے۔ پتہ صاف صاف اور مکمل لکھئے۔

پرانا دمہ' جلدی امراض' سورائسز' عرق النساء' (SCIATICA PAIN) بھگندر (FISTULA) جوڑوں کا درد پرانے امراض' جادوزدہ حضرات چاند کی 17 تا 29 تک صرف جمعرات' ہفتہ اور سوموار دن 11 بجے سے 2 بجے تک شام 5 بجے تا 9 بجے رات تک فون پر وقت لیں۔ شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ضرور ساتھ لائیں۔ دیگر تمام امراض کے لئے مشورہ مفت۔ جلدی جواب کے لئے جوابی لفافہ ارسال کیجئے۔

حکیم قاری محمد یونس (ایم اے)

دواخانہ تحفظ ختم نبوت

سرکلر روڈ' سبز بلڈنگ راولپنڈی' فون: 5551657

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال...... وہ کونسی آیات ہیں جو سیدنا فاروق اعظمؓ کی زبان پر جاری ہوئیں تو اللہ انہیں الفاظ میں نازل فرمادیں یا ان کی تمنا کے مطابق اللہ نے حکم نازل فرمایا۔

جواب...... اس سلسلہ کی آیات موافقات عمر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

نمبر ایک:............ غزوہ بدر کے قیدیوں کے متعلق جو حضرت عمرؓ کی رائے تھی اسی طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

نمبر دو:........... مقام ابراہیم پر نماز پڑھنے کی تمنا کی تو اسی وقت آیت نازل ہوئی: "واتخذو من مقام ابراهيم مصلى"

نمبر تین:............ حجاب کا حکم بھی حضرت عمرؓ کی تمنا تھی۔

نمبر چار:............ جب: " ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين. "آیت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے سن کر فوراً کہا: " فتبارك الله احسن الخالقين. "پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں آیت نازل فرمائی۔

سوال...... کیا آپ ﷺ نے اسلام کی عزت کے لئے سیدنا فاروق اعظمؓ کو اللہ رب العزت سے مانگا تھا اور جب حضرت عمر فاروقؓ مسلمان ہوئے تو کیا جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو کیا پیغام دیا اور آپ ﷺ نے کس طرح اظہار مسرت فرمایا۔

جواب...... سیدنا فاروق اعظمؓ کے اسلام لانے کا اصلی اور حقیقی سبب آپ ﷺ کی دعا ہے۔ فرمایا اے اللہ! خاص طور پر عمر بن خطاب سے اسلام کو قوت نصیب فرما۔ جبرائیل امین نے نازل ہو کر یہ فرمایا کہ اے محمد ﷺ عمرؓ کے اسلام لانے پر تمام اہل آسمان مسرور اور خوش ہیں۔ آپ ﷺ نے فرط مسرت میں باآواز بلند نعرہ تکبیر اللہ اکبر کہا۔

☆......☆......☆

قادیان کی جھوٹی نبوت کا

طول وعرض

مولانا محمد حیات غمگین

سنو میرے بھائیو عجب ہے کہانی
کہ لنگر جو خالی پڑا ہے ادھورا
مٹھن اور خیراتی کی یہ گفتگو ہے
کہیں اس نے دیکھی جو ایسی ضرورت
بنا جو وہ مریم سنو خوش کلامی
ہوئی درد زہ اور جنی پھر وہ مریم
مجدد بنا اور مجدد سے بڑھ کر
بنا پھر محمدؐ جو ختم الرسل ہے
کسی نے کہا جو، کیا دل لگی ہے
تو بولا یوں ہاتف کہ ظلی نبی ہے
تلون مزاجی کے یہ ہیرے پھیرے
کہانی بڑھانے کا ہے خوب پھندا
بہشتی قبر کا سنو اور قصہ!
کرے پورا چندہ قبر کا بیانہ
جو چندہ نہ دیوے نہ قبریں خریدے
یہ پیغمبری ہے یا سوداگری ہے

کہوں گا وہی جو لکھے قادیانی
منی آرزوؤں سے ہو جائے گا پورا
کرشن، جے سنگھ بہادر بھی تو ہے
عورت بنا پھر وہ مریم کی صورت
حیض و حمل دکھا کر نشانی
مریم سے یوں بن گیا ابن مریم
بنا وہ پیغمبر، پیغمبر سے بڑھ کر
پڑی ہل چل اور پڑا شور و غل ہے
کبھی تو مجدد کبھی تو نبی ہے
نہ الا الذی ہے نہ الا الذی ہے!
دنیا کے دھندے ہیں سارے یہ تیرے
عمر بھر جو دیتا رہے گا وہ چندہ
ساری کمائی کا دیوے جو حصہ
جنت کو ہوگا وہ سیدھا روانہ
وہ مر کر جہنم کو جائیں گے سیدھے
عجب زرگری ہے، عجب زرگری ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں یک روزہ سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

یکم صفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۶ اپریل ۲۰۰۱ بروز جمعرات بعد نماز عشاء

بمقام جامع مسجد ختم نبوت ملتان

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

زیر صدارت
پیر طریقت حضرت مولانا
سید نفیس الحسینی مدظلہ

مہمانان گرامی!

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب
حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم صاحب
حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی صاحب
حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بھکر
حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب
حضرت مولانا عبدالبر محمد قاسم صاحب
حضرت مولانا بشیر احمد صاحب
حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب
حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

حضرت مولانا عبدالستار تونسوی صاحب
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی
حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
حضرت مولانا عبدالغفور حقانی صاحب
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب
حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی
حضرت مولانا محمد اشرف صاحب مانکوٹ
حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب
حضرت مولانا احمد بخش صاحب

اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کی استدعا ہے!

مرکزی ناظم اعلیٰ
الداعی الی الخیر
حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
514122

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد کے زیر اہتمام

ڈیڑھ سو سالہ

خدمات دارالعلوم دیوبند

عالمی کانفرنس

بمقام واپڈا کالونی تاروجبہ
راولپنڈی روڈ پشاور

17-16-15 محرم الحرام 1422ھ 11-10-9 اپریل 2001ء بروز پیر، منگل، بدھ

جس میں جمعیت علماء ہند کے صدر مولانا محمد اسعد مدنی، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مرغوب الرحمن اور امام کعبہ کے علاوہ افغانستان، انڈیا، بنگلہ دیش، برطانیہ، متحدہ عرب امارات، افریقہ اور امریکہ کے مندوبین شرکت فرمائیں گے۔

برائے رابطہ: ابو معاذ مولانا گل نصیب خان

ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام صوبہ سرحد مدرس جامعہ معارف العلوم الشرعیہ تیمرگرہ ضلع دیر

فون رابطہ: 0936-761571 فون رہائش: 761368 فون مدرسہ: 0935-821529